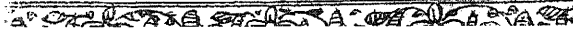




A large circular emblem containing Persian calligraphy. The text is arranged in a circular fashion. At the top, it reads "روزگار" (Ruzgar - Fortune). Below it, "منصف جدید" (Manصف جدید - New Fair). The largest and most prominent word is "بسمع علم" (Bism' al-'ilm - In the name of knowledge). At the bottom, there is a smaller word, possibly "کرم" (Karam - Honor). The emblem is surrounded by a decorative border of small flowers and leaves, and is set against a background of concentric lines.



A decorative frame containing Persian text. The text reads "در مطبع غریب مطبع سبوع گردید" (Dar Matba'at-e Gharib Matba'at-e Sabu'at-e Kardid - Printed in the Gharib Matba'at Sabu'at-e Kardid). The frame is decorated with stylized leaves and flowers.



روڈ اور مجمع علم و ہنر کی

چوتھیسویں صفر ۱۲۷۰ ہجری مطابق ونیسویں نومبر ۱۸۵۳ء عیسوی
سہ شنبہ میں عیدِ ورد بالفور صاحب بہادر کے گہر میں جمع ہو سو

حضر

- آصف حاکم بہادر
- محمد خیر الدین خان بہادر
- جان جہاں خان بہادر
- محمد علی خان صاحب
- مولوی میرزا عبد اللہ صاحب
- میر محمد علی خان صاحب

ان مجمع کے انعقد ہوتے ہی انور کھانا اہمہ گہر سے ہو کر یوں بیان فرماتے
 مجھ کو مدتوں سے اس بات کا شوق عید ہے کہ مسلمانوں میں علوم و ہنر کی ترقی
 عام ہو گا اور میں تجربہ سے یہ بات پاتا ہوں کہ مسلمان لوگ علم و ہنر کے
 سیکھنے اور سکھلانے میں برسے برسے محنتیں اٹھاتے ہیں اور اسکو غیر
 کو سیکھلانے کی کوششیں اور دروغ نہیں بر خلاف ہندو لوگ اس بات
 نہ ویسی محنت کرتے ہیں نہ غیر ذکوہ کو خوشی سکھلاتے باوجود اسکے ہرگز

سردار کو یہی یقین ہے کہ ہندو لوگ علم و ہنر کے شائق اور فن و دانش
 میں لائق ہیں اور مسلمان ناکار سے اور ہندووں کو یہی یہی زعم ہے کہ اب
 علم و ہنر ہمارے قوم میں آگیا اور تھوڑے دن کے بعد مسلمان لوگ سوائے
 لکڑی پھوڑے اور موٹے دھونے کے کوئی کسب کرنی کے لائق نہیں
 رہیں گے میں جب اہل انگریزی کی ایسی سمجھاؤ اور ہنود کے ایسی اظہار کی
 وجہ دھونڈا تو میں بھڑپایا کہ ہندو لوگ علم کی تحصیل کے واسطے تو تھوڑی
 سے کوشش کرتے ہیں تو اسکو بری شہرت اور شاں سے تمام مدرسوں
 ایسا ظاہر کراتے ہیں کہ گویا انکی بری سعی اور اہتمام اسباب میں ہوتا ہی
 پر بخلاف اسکے اہل اسلام سیکسٹی سے اپنے اپنے گہروں میں علم سیکھانے
 کے واسطے محنت کرتے ہیں ایک مہینے کے آگے تھوڑے ہندوں مجھ سے قات
 کئے اور درخواست کئے کہ میں انکے مجمع کے واسطے علم جمادات کا تھوڑا
 بیاں کروں انکی درخواست سنتے ہی میں پوچھا کہ مجھ کو نسا مجمع ہی
 تب معلوم ہوا کہ اراٹائی برس کے آگے سے تھوڑے ہنود ایک جماعت

باندھی ہیں علم کی ترقی کے واسطے لیکن ان آرتھوڈوکس برس میں چالیس آدمی
 انکے شریک ہوئے اور انکی آمد فقط بیس روپے ماہوار تک ہی جس مبلغ
 کا ایک براحصہ اہل انگریز سے پہنچتا ہی اگر تم غور کریں کہ سات لاکھ ماہوار
 مدرسے میں ہیں انہیں بے چالیس ایک آدمی کی جماعت علم کی ترقی
 کے واسطے جمع ہونا کچھ بری بات نہیں بلکہ بہت ناچیز ہی برخلاف اسکے
 اگر تمھاری لوگ کی محنت کتاب خانہ کے باب میں دیکھیں تو اگرچہ تمھاری
 قوم قلیل العدد ہی کتنے ہزار روپیہ اور کتنے سو شریک اسکی ملک کے واسطے
 مجتمع ہوتے تاہم اہل انگریز میں تمھاری ایسی کوشش کا شہرہ نہیں شاید
 اہل انگریزوں کے بیس آدمی میں بھی اس بات سے واقف نہیں ہیں کہ
 تمکو کتابخانہ ہی منود کی اتنی شہرت اور تمھاری بری محنت اور کوشش
 اپنے صحن کے چار دیواری کے ہی اندر دبی رہتی کتنے ہینوں کے آگے
 میں اہل اسلام کے واسطے ایک مدرسے کی تجویز کیا تھا دو تین روز
 کے بعد میں بارہ ہزار روپیہ ملک جمع ہو گیا اور میں خوب جانتا ہوں کہ

تیس ہزار روپیہ تک جمع کر سکتے تھے ایسی محنت یا ایسی سخاوت ہندو
 میں تم نہیں پاو گے بلکہ وہ لوگ دو ہند اور معقول خدمت رکھتے ہیں
 سوائے قلیل مکتبوں کے دوسری علم گاہ انکے نہیں دستے تحقیق ہی کہ
 ہندوؤں کے واسطے پچاسکول ہی لیکن ہی ہندو لوگ پچاسکول نہیں
 بنائے وہ اسکول بنائی گئی تھی اہل انگریز کے عقل مندی سے اور مخصوص
 اسکابانی میسٹر خارج مارتن تھا اگر میں دیوان مدارالامر بہادر کے گھر
 میں یا مولوی خان عالم بہادر ہو جنک کے گھر میں یا قاضی الملک بہادر
 یا مولوی اسلمی صاحب یا مولوی جمال صاحب یا مولوی شہاب الدین صاحب
 یا قاضی ارتضاعلی خان صاحب یا معروف صاحب یا مفتی یوسف علی خان صاحب
 یا مولوی مہدی صاحب یا منور جنک بہادر یا قاضی فخر الدین خان محمد ابو بکر یا
 مولوی غیاث الدین صاحب یا سو بہترنگ دوسرے علما جنکے نام میں بیان
 کر سکوں گا جاؤں تو کیا دیکھوں گا کہ ہر ایک کے گھر میں دس دس سو روپے
 سو جوان طالب العلم علوم مختلف متفرقہ کے تحصیل میں روز مشغول ہیں پر تم

مدرس کے تمام ہندوں کے گھروں میں جا کر تالاش کرو تو ایسا مرغوب
 تماشہ ہرگز نپاؤ گے بلکہ ایسا خیال کو ہندو کے دل میں نہیں اگر اب
 تم پوچھو کہ جب ہمارے علم پوری کا حال ایسا ہی اور ہندو لوگ ویسا
 سودی لوگ کچھ بنا کر ایسے مشہور ہو گئے ہیں سو اسکا وجہ کیا ہے تو میرا جواب
 یہ کہ اسکے دو سبب ہیں ایک یہ کہ ہندو لوگ جو کرتے سو ملکر جماعت سے
 کرتے اور شرکت سے ہمیشہ ایک طور کی شہرت اور قیام کی صورت
 ہی اور تم جو کرتے سو تنہا تنہا کرتے اور ایک بہائی کیا کرتا سو اسپر
 دوسرا واقف نہیں دوسرا وجہ یہ کہ تم لوگ جو علم سیکھتے اور علم پھیلاتے
 سو پرانے علوم ہیں جو اب جلی خواہش ہی سو نہیں اور ویسے علم کی حاجت
 اب اہل جہاں کو نہیں رہی ہی اور تم کو چاہئے کہ اب کے رواج اور
 خواہش موافق علم کی رواج کی کوشش کریں تم جسکی تعلیم و تدریس
 کرتے ہو سو اسکی ذمہ داری پر و اہل انگریز کو کو نہیں ہی پن اہل ہندو جو عیشہ
 اپنی تدبیر معاش میں برے یکے اور ہوشیار میں سو اپنے قوم کو ایسے علوم

سیکھتے ہیں جو دنیا میں اور اپنے اہل ریاست میں انکار و اج اور ضرورت
 ہی اور اگرچہ ہندو لوگ کی محنت اور کوشش قلیل ہی تو بھی ریاست
 کرنے والوں کے نظر میں اکثر انکے کام دستے اور انہیں کے خواہش کا علم
 انکے پاس پئے جانے کے سبب سے انکے پاس ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہی لوگ
 دنیا میں علم سیکھنے کی محنت اور کوشش کرتے ہیں اسی واسطے تمام ہندو
 اور دولت اور غرت ملکوں چھوڑ کر انہیں کے پاس جاتی ہے یہ لوگ مشہور ہو
 گئے تم گمنام اس حال کا علاج تم مجھ سے پوچھو تو میرے دانست میں دو تین طور
 سے اسکا تدارک کر سکتے ہو آگے ظاہر کیا گیا کہ مدارالامرا بہادر اور عالم
 خان بہادر تہور جبک وغیر ہم اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے شاگردوں
 کو تنہا علم سیکھاتے ہیں اسکے عوض سے تمام سرداراں اپنے شاگردوں کو
 ایک جگہ میں جمع کرانا اور اپنی اپنی تدریس دیا دینا اور اس مدرسہ
 کو عام مدرسہ کر دینا اور ہر مدرسہ دینے ہمارا اپنے بد موافق اس مدرسے کے
 معلموں اور شاگردوں پر اپنی حکومت رکھنا کہ دنیا میں انکے انکے نام سے

اس مدرسے کی امداد مشہور ہووے مثلاً یہ امداد مدارالامرا بہادر کے یا قاضی الملک
 بہادر وغیرہم کے تو سو کے جگہ ہزار کی تربیت ہوگی اور معیشت کے نافع
 علوم پڑھائے جائیگے تو ہزاروں مسلمان روزی سے لگ کر آرام سے گذر
 کریں گے اور قوم مغز اور نیک نام اور مدد دینے والوں کو اجر مہم میں ایسا
 نہیں کہتا ہوں کہ آپ لوگ میری اسی رائے اور تدبیر کو قبول کرو اور پرو
 ہوجاؤ لیکن ایسا کہا جائے کہ ایسے تجویزوں پر عمل کرنے سے بہت سے فوائد
 پاو گے پہلا اتنا تو ہوگا کہ تمہاری کوشش تربیت عام اور علوم کے رواج
 میں تمام دنیا پر ظاہر ہو جائیگی اور تمہاری گمنامی دور کرنے کے واسطے بہتر
 تجویز میرے ذہن میں آتی سو یہ ہی کہ آپ لوگ ایسے علوم اور فنون سیکھوانے
 کی کوشش کرنا کہ اب کے بنی آدم جو ہمارے زمانے میں اس کرہ زمین پر
 بستے ہیں سوائے خواہش اور ضرورت رکھتے ہوں اور اب اس
 رواجی علم کے نسب سے دنیا میں بہرہ مند اور مستغنی اور دولت والے
 ہوں یا کہ دنیا دور روزہ چین اور آرام و آسودگی سے کا تو

یہ خیال میرے دل میں دو برس سے ہی اور میں روز روز یہی خیال
 کرتا تھا کہ کس طور سے اس بات کو عمل میں لاؤں اور توقف کرتا تھا
 اسی امید سے کہ کوئی سردار تمھارے میں سے اس بات پر متوجہ
 ہووے اور خود آپ سے آپ اسکو شروع کرے لیکن میں اتنا تک
 اس بات کے انتظار ہی میں رہا کوئی صاحب اس کام کا آغاز
 فرمائے اسلئے میں آپ صاحبوں کو تصدیق دیکر امیدوار ہوں کہ میری
 اس امید کو بر لانے میں کوشش فرمادینگے

اب ایک کتابخانہ عمدہ اور معقول اور پسندیدہ ابن اسلام کا تیار ہو گیا ہے
 جس میں کثرت کتابوں کی اور شرکا کے عدد کی بہتایت اور معقول
 آمد ہی اور ایک مدرسہ یعنی مدرسہ اعظم ایک ہزار روپیہ کے
 ماہوار کے اخراجات سے حضور نواب کرناٹک کے سخاوت
 سے مقرر ہو گیا ہے پن اور ایک کارخانہ کی ضرورت ہی یعنی
 رمل کھری میں ایک جماعت ہونا جس میں ایسے لوگ ہوں جو حدیث سن میں

علم سیکھ چکے ہوں ویسے لوگ وہاں اگر علوم اور فنون کا مذاکرہ اور بحث
 آپس میں کیا کریں تو روز علم کے مباحث سنے سے باز تازے علمی مسایل
 جو فضلا جہاں کے ذہن کی چالاکی سے نکالے اور نکلتے جاتے ہیں سنیں اور سیکھیں
 دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ویسے فضلا کو تقریر اور بیاں سے مذاکرہ اور مباحثہ علمی کی

کثرت اور اپنے مافی الضمیر ادا کرنے کی عادت ہو جاگی

اب میری تجویز تو بیاں کر چکا ہوں آپ سردارانِ عمل میں لانا اور نہ لاموقوف

سے مانتیحت بجای خود کر دیم روز کارے درس سبر بردیم

بالفور صاحب بہادر اپنے اس تقریر کو تمام کر کر بیٹھتے ہی سب سرداران

ایک آواز ہو کر اس تقریر اور تجویز کو پسند کئے اور سرگداری کرنے لگے کہ بالفور

صاحب بہادر کیا سوخت اور خلوص سے ہمارے بھلائی کے فکر میں مشغول

ہیں اور نیچے لکھے ہوئے قانوات قبول کئے

تجویزات

۱۔ تجویز اول بالفور صاحب بہادر کی ایک جماعت علم و ہنر کی مباحثہ و مذاکرہ

بہادر کے واسطے منعقد ہوے پسند کے محمد خیر الدین جان بہادر اور اعتماد الدولہ

عسکری نام اس جماعت کا مجمع علم و ہنر تھری

تعارف کے واسطے اس مجمع کا ایک حامی اور ایک میر اور چھ میر ثانی اور

ایک ہتھم اور جمیڑاں ہوویں اور اس مجمع کے امور کی سربراہی ایک محفل

کے معرفت سے ہووے جسکے ممبر چھ ہوویں ایک میر اور ایک ہتھم ان میں

داخل اور بہرہ محفل اپنا میر مقرر کر لینگے لیکن مجمع کل کا ہتھم یعنی کارزما اس

محفل کا ہی ہتھم اور شریک رہیگا

لئے ہر مہینے میں میر اول بدل جاوے اور اسکے چارے پر دو سر امیران میر ثانی میں

سے اول تھرے باری باری سے اور میر اول میر ثانی اسی طرح دو در تسلسل

۵۔ ہر جلسے میں ایک میر یا اسکے عوض میں میر ثانی سربراہی کے واسطے سے

حاضر رہے خواہ وہ مجلس شاورے کی ہو یا مذاکرے کی۔

۶۔ ہر صاحب جو علم کی ترقی کا شائق اور شہرہ دینے میں ہنر کے ماہر ہووے

اپنی درخواست طرز ذیل ہتھم کے نام سے اس مجمع کا ممبر ہونے کے واسطے

اگر دیوے تو اہل جمع کے قبول کرنے کے بعد اس مجمع میں داخل ہونے کی اجازت
ملیں گی

۸۔ اسن جماعت کا غایت مقصد علم و ہنر کا افادہ اور استفادہ۔

۹۔ میزبان کو اختیار ہے کہ سوائے مقدمہ دین کے علم و ہنر کی تقریر جو ہوا اپنے
خوشی موافق بیاں کریں یا کہ او میں تاہر شخص اپنے ہم محفل کے بیان سے فائدہ پاوے۔

۱۰۔ اسن مجلس میں پولیشکل اکیانومی یعنی امورات ملکی کے تعلیم اور اسکا
بحث ہوگا بغیر مداخلت دینے کے امورات جاریہ دولت میں۔

۱۱۔ شرکا سو عدد سے زیادہ نہ ہوں اور اہل میں۔

۱۲۔ اسن مجلس میں تقریر کرنے ہارا اپنا بیاں تحریر میں لاکر پڑھے اور

دوسرے شرکا اس تقریر محرر کی مدد یا نظیر میں تقریریں کریں تو ہو سکتا ہے

بدون تحریر کے اور وہ بیاں محرر اس کارخانہ میں دے دالتے تا دوسرے

شرکا کے بھی مطالعہ میں آتا ہے وقت پر۔

۱۳۔ یہ محفل ہر ہفتے میں ایک بار منگل کے شام کے چار گھنٹوں کو ہوا کرے

۱۲۵۔ جو شخص اس مجلس میں داخل ہوا چاہتا ہی سو پہلی شرکت کے

واسطے ایک روپیہ عطیہ دیکر داخل ہووے اور ماہوار دو آنے کاغذا اور

قلم اور روشنائی اور دوسرے ضروریات مجلس کے سہرا ہی کے لئے

۱۲۶۔ اگر کوئی شخص فاضل معروف محتاج یا مسافر اس محفل کے شریکوں

کے سواے اس محفل میں تقرر کرنے یا سننے کے لئے آئے چاہا تو اسکو

اجازت دئے جاوے موافق قانون کے اور وہ شخص بغیر بیسے دینے کے

آوے لیکن آنے مارے کو رعایت کرنا ضروری ہے۔

۱۲۷۔ اگر ویسا شخص ہمیشہ آئے چاہا تو چاہئے کہ شریک صاحب القلوب

۱۲۸۔ درخواست کئے جاوے کہ نا بجانہ کابر ادا لان اس مجلس کے واسطے

ستعار لے۔

۱۲۹۔ ایک سب کیشی مقرر ہووے ان قواعد میں نظر ثانی کرنے کے واسطے

اس مجلس کے ارکان مولوی میرزا عبد الباقی خاں صاحب اور احمد علی خاں صاحب

اور محمد خیر الدین خان بہادر مقرر ہوویں

رخصہ۔ آتے سو منگل کے چار گنتے کے وقت ایک جلسہ ہونا محفل ثانی کی پورے
سنے کے واسطے۔

لوٹنے۔ کار فرما کی خدمت پر ایک صاحب مقرر ہونا۔

نئے قانونات تھرائے بعد مجلس کے طرف سے بالفور صاحب بہادر کے شکر میں
محمد خیر الدین خان بہادر نے یوں اظہار کئے کہ ہم بالفور صاحب بہادر کی
اس احسان کا عوض اور ایسے عنایت کے شکر کداری کیا کر سکتے ہیں جو
بہادر ہمارے بھلائی میں اور خیر خواہی میں صمیم دل سے متوجہ ہیں اور
اپنے اوقات عزیز کو ہم لوگ کے خوبی اور افادہ میں خرچ کرتے ہیں سو
دعا اور ترقیف اور شکر یہ کے چند الفاظ کے ہم سے اسکا بدلہ نہ ہو سکتا
بعد تمام ہونے تقریر اور تجویزات کے چھ کتے بچے اور چراغ میز پر لا کر دہرے
تو بالفور صاحب بہادر اور محمد خیر الدین خان بہادر اور حاجنجان خان بہادر
چراغ کے جلنے اور دہواں اور کولسا اور اسبج اور نور اور شیشہ کی صفائی
اور کسافت اور ہوا کی بوجہ اور فوارہ کے سبب رخصت ہونے

مرقوم

۲۶ صفر سنہ ۱۲۴۰ ہجری مطابق

۲۹ نومبر ۱۸۹۴ء عیسوی

دستخط میر مجلس

میر عبد الباقی خان

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان

رودادِ مجمعِ علم و ہنر کی

جو چوتھی دسمبر ۱۸۵۳ء عیسوی روزِ شنبہ میں چار گھنٹوں کے وقت منعقد ہوئی سو عیدی وردبالیفور صاحب بہادر کے گھر میں محفل گذشتہ کے ۱۸ تجویز کے موافق

حضر

میر محمد علی خان صاحب	سالار الملک بہادر	میسٹر عیدی وردبالیفور صاحب بہادر
محمد خیر الدین خان صاحب	سراج الدولہ بہادر	مولوی میر عبد الباقی خاں صاحب
مستقیم حکیم صاحب	منور جنگ بہادر	اعتماد الدولہ بہادر
		احمد علی خان صاحب

تجویز اول میسر بالفور صاحب بہادر پسند کئے گی تمام حضار سے کہ سراج الدولہ

اس جلسے کے میر ہوئیں

تجویز دوم جلسہ گذشتہ کے تجویز ان جو ایک محفل ثانی کے نظر کرنے کے

واسطے رکھے گئے تھے سو بار ثانی اسکو دور سے میں بھیجا جاوے تا ارباب

مجلس کے نظر اصلاح سے گذرے

تجویز ہوئی کہ جلالتِ آئندہ میں جو آئے تو منگل کے شام کے چھ گھنٹوں کو
 عیدی ورڈ بانفور صاحب بہادر کے گھر میں ہو اور بالفور صاحب بہاد
 اول علم بیٹے یا اور کسی علم کے باب میں تقریر فرماوین۔ تا عادت جاری ہو
 تجویز محمد خیر الدین خان بہادر کی اور پسند کے
 تمام سرداروں کی کہ سراج الدولہ بہادر کا شکر یہ واجب ہی جو وہ بہاد
 بہر بانی سے میر محلبی کی خدمت کی اچھی سربراہی دئے ہیں
 اس تجویز موافق انکا شکر ادا کیا گیا۔

دستخط میر محلبی

سردار جنگ

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان

میسری روداد جمع علم و ہنر کی

جو یکاروین ربیع الاول ۱۲۷۰ ہجری موافق تیردین دسمبر ۱۸۵۲ء عیسوی روز
شنبہ میسر عہدی دروڈ بالفور صاحب کے گھر میں جمع ہوئی سو

حاضر

مولوی میرزا عبد الباقی خان بہادری میسر عہدی بالفور صاحب، میرزا محمد علی خان
اعتماد الدولہ بہادر محمد نیر الدین خان بہادری سراج الدولہ بہادری
جاکھان خان بہادری

عہدہ — تجویز ہوئی کہ مولوی میرزا عبد الباقی خان بہادری اس مجلس کے

میر ہوویں

عہدہ — تجویز ہوئی کہ گذشتہ ہفتوں کی روداد آج کے محفل کے

تبدیلات سمیت اس مجمع علم و ہنر کے اصل قانونات سمجھا جائیں
اور قنون مجلس کے تجویز کئے گئے سو قانونات کو باہم جمع کر کے ایک

کاغذ میں لکھنا

تا۔ تجویز جن قانونات پر کہ فیصلہ ہو چکا ہی انکو اور تینو محفل کے رواداروں کو سواہی رد بدل بحث تکرار کے ایک رسالہ میں جمع کر کر چھپوانا دو سو عدد تک اور ایک خط شرکت کے دعوت کا بھی چھپوانا

لاہ۔ تجویز اس مجلس کے شرکاء میں اکثر جوان لوگ کو داخل کرنا

۴۔ تجویز آتے سو منگل کے تین گھنٹوں کے وقت محفل منعقد ہونا

۵۔ یہ سب تجویزات تھر چکے بعد سب مجلس مستر عیدی و روز بالفور صاحب بہادر کی شکر گذاری کرنے لگے

۱۰۔ تجویز ہوئی کہ محمد خیر الدین خان بہادر اس مجلس کی ہستمی یعنی

کار فرمائی کی خدمت کو مہربانی سے قبول کرے بعد میر محفل مولوی میرزا

عبدالباقی خان بہادر کی شکر گذاری ادا کئے گی کہ وہ صاحب تجویز مجلس

کی سربراہی دئے اور بعد بالفور صاحب بہادر برسات کے سب اور

حقیقت و ماہیت میں دلپسند تقریریں کئے

دستخط میز مجلس

میرزا عبد الباقی

دستخط کارفرما

محمد خیرالدین خان

قاوات جسے علم و ہنر کے موافق تجویز میں محفل کے اور
لکھے گئے تھے محفل کے بھلے تجویز موافق

عہد۔ ایک جماعت علم و ہنر کے باخبر و مذاکرہ کے واسطے منعقد ہو

نکست۔ نام اس جماعت کا مجمع علم و ہنر تھو۔ سے

ع۔ عزت کے واسطے اس مجمع کا ایک حامی اور ایک میر مجمع اور

چھ میر ثانی اور ایک ہتھم اور مہبران ہوویں اور اس مجمع کے امورات

کے سربراہی ایک محفل کے معرفت سے ہووے جسکے ہر چھ ہوویں ایک

میر اور ایک ہتھم انہیں داخل اور یہ محفل اپنا میر مقرر کرینگے لیکن مجمع کل

کا ہتھم یعنی کارفرما اس محفل کا بھی ہتھم اور شریک رہیگا

لا۔ ہر چھ میں میر اول بدل جاوے اور اسکے جاے پر دوسرا

ان میر ثانی میں سے اول تھرے باری باری سے اور میر اول میر ثانی

اسی طرح دو تسلسل

ع۔ ہر چھ میں ایک میر یا اسکے عوض میں میر ثانی سربراہی کے

واسطے سے حاضر ہے خواہ وہ مجلس شاہد سے کی ہو دے یا نہ کرے

۱۔ ہر صاحب جو علم ہنر کے ترقی کے شایق اور شہرہ دینے میں مہر کے مایل ہو دے اپنی درخواست طرز میں پرہتم کے نام سے اس مجمع کا ممبر ہونے کے واسطے اگر دیوے تو اہل مجتہد کے قبول کرنے کے بعد اس مجمع میں داخل ہونے کی اجازت یلگی

طرز درخواست

خدمت میں کار زمانے مجمع علم و ہنر کے التماس یہی کہ عاصی شایق علم و ہنر کا ہی آرزو رکھتا ہی کہ واسطے استفادہ کے داخل جمع موصوفہ ہو دے

امید کہ اہل جمع قبولیت سے اسکے عاصی کتیں ممنون فرمائینگے

۱۔ اس جماعت کا عایت مقصد علم و ہنر کا افادہ اور استفادہ

۲۔ ممبران کو اختیار ہی سوائے مقدمہ دین کے علم و ہنر کی تقرر جو ہوا اپنے خوشی موافق بیان کریں یا کر اوں تا ہر شخص اپنے ہم محفل کے

بیان سے فائدہ پاوے

۱۔ اس مجلس میں پولیٹیکل ایکٹو نوٹی یعنی امور ات ملکی کے تعلیم اور اسکا بحث ہوگا بغیر مداخلت دینے کے امور ات جاریہ دولت میں

۲۔ شرکا سے زیادہ نہ ہوں اور ان میں

۳۔ اس مجلس میں تقریر کرنے والا اپنا بیان تحریر میں لاکر پڑھے

۴۔ اور دوسرے شرکا اس تقریر تحریر کی مدد یا نظیر میں تقریریں کریں تو ہو سکتا ہے بدون تحریر کے اور وہ بیان محرر اس کا رخانہ میں دے دئے

۵۔ دوسرے شرکا کے بھی مطالبہ میں آتا رہے وقت پر

۶۔ یہ محفل ہر ہفتے میں ایک بار منگل کے روز ہوا کرنگی

۷۔ جو شخص اس مجلس میں داخل ہوا چاہتا ہے سو پہلے شرکت کے

۸۔ واسطے ایک روپیہ عطا دیکر داخل ہووے اور ماہوار دو آنے کا عدا

۹۔ قلم اور روشناسی اور دوسرے ضروریات مجلس کے برابری کے لئے

۱۰۔ اگر کوئی شخص ناصح معروف محتاج یا مسافر اس محفل کے

۱۱۔ شرکیوں کے سوائے اس محفل میں تقریر کرنے یا سننے کے لئے آئے

چاہا تو اسکو اجازت دے جاوے موافق قانون کے اور وہ شخص بغیر

پیسے دینے کے آوے لیکن آنے مارے کو رعایت کرنا ضروری

ہے۔ اگر ویسا شخص مجھ سے آئے چاہا تو چاہے کہ شریک ہووے

حب قانون

درخواست کئے جاوے کتابخانے کا برآدا لان اس مجلس کے

واسطے مستعار لے

اس مجلس کے شرکاء میں اکثر جوان لوگ داخل ہونا

دستخط کار فرما

محمد خیر الدین خان

تقریر عیدِی و ردِ بالفور صاحب سجاد کی رسالت اسکے

سبب اسکے فائدہ اُسکے مقدار اُسکے موسم میں
 اگر تم کسی باسن میں پانی رکھیں یا اگر کسی نشیب میں پانی ہووے تو
 دو تین روز کے عرصے میں وہ پانی اُسکے مقدار کے موافق سب
 جاتا رہتا ہی اگر تم مجھ سے پوچھیں کہ اُس باسن یا نشیب کا پانی کہاں
 گیا تو میرا جواب یہی ہے کہ وہ پانی پانی پن کی حالت چھوڑ کر بخار کی
 حالت قبول کیا اور ہوا میں مل گیا عام زباں میں اسطور کے استحالہ
 کو پانی اُر گیا کھتے ہیں اب جانو کہ ہوا میں ہمیشہ پانی کا بخار رہتا
 کبھی کبھی کم کبھی زیادہ لیکن کچھ بھی نہیں ہوا میں ہمیشہ رہتی ہی جیسا
 بخار ہو کر زمیں سے اُرجاتا ہی وہ بخار اپنی سبکی کے سبب سے
 اسماں کے جانب چرتا اور وہاں تھنتی ہوا ملنے کے باعث پھر منجھ
 ہوتا اور نظر میں آجاتا جب تک بخار کی حالت میں رہتا تک

نظر نہیں آتا کیونکہ بخار شفاف ہی اور وہ بخار مائل جب تک تھنہ
 منجمد نہ ہو سے تب تک نظر نہیں آتا اور تم بار بار دیکھے ہونگے کہ تھنہ کالے
 میں دن کے وقت ہوا صاف اور شفاف نظر آتی رہتی ہے لیکن آفتاب
 غروب ہوتے ہی تمام زمیں کے اوپر بستر کے طور پر دو تین گز کی اُچھاٹی
 تلگ دہواں سا نمود ہو جاتا اسی کو تم ابر کا اترنا کہتے ہیں لیکن اسکا
 سبب فقط یہ ہی کہ آفتاب رہتے تلگ جو نمی کہ اسنے گرمی سے
 تمام دن بخار کی حالت میں رہنے کے سبب سے صاف اور شفاف تھی
 سو آفتاب غروب ہوتے ہی رات کے تھنہ سے وہ بخار منجمد ہو کر دہواں
 سا نمود ہوتا ہے اور اس دلیل سے بھی یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ فجر کا وقت
 بہت سویری آفتاب طلوع ہونے کے آگے تھنہ کالے میں دیکھنے ہمارے
 کو ایک دہواں سا ابر بار بار زمیں کے سطح پر نظر آتا لیکن آفتاب کی گرمی
 اسپر لگتے ہی یہ دہواں سا ابر غیب ہو جاتا اور ہوا پھر شفاف ہو جاتی
 ہے ہوا کی نمی مانپنے کے واسطے ایک اوزار بنا ہی اسکا نام یونانی

زبان میں مگر اتر رکھے ہیں اور اس سے معلوم کر لے سکتے ہیں کہ ہوا میں
 فلا نے وقت نمی کتنی ہی اور اسکے نام کی معنی ہی نمی ماننے والا ہی ہے۔
 نمی ظاہر ہوتی ہی دو تین طور میں پہلی طور میں ابر کا آرنابیاں ہوا دوسرا
 طور اسکے نمود کا شبیم ہی اور شبیم پیدا ہونے کے واسطے چاہئے
 کہ نمی کا مقدار ہوا میں زیادہ ہووے اور یہ وہی کہ رات کی سردی دن
 سے زیادہ ہووے جانو کہ جتنے اشیاء دنیا میں ہیں سب کو گرمی قبول
 کرینگے اور اپنی ذات سے گرمی کے خارج کرنے کی طاقت ہی بعضے اشیاء
 جلدی سے گرمی قبول کرتے اور بعضے جلدی سے اپنی جوہر کی گرمی خارج
 کرتے اب سمجھئے کہ اسوقت ہوا میں نمی بہت رہے اور وہ چیزاں جو آب و بخار
 گرمی جلدی سے خارج کر دالتے ہیں جیسے لکڑی گھانس یا جھار کے پتے یا
 پشم یا بال وغیرہ جو یوں اپنی گرمی خارج کرنے سے رات کے وقت
 بہت تھکے ہو گئے ہیں اور وہ ہوا جو ان سے متصل ہے سو بھی اسوقت
 تھکدی ہو جانے سے اس میں ہی سو نمی منجم ہو کر اس تھکدی چیز پر قطرہ

قطرہ جمع ہوئی ہی اسی کو شبِ بنم بولتے ہیں تیسرا طور ہوا میں ہے موی نمود
 ہونیکا برسات ہی آگے میں بیان کیا ہوں کہ پانی جو روی زمین پر ہے سوا
 بخار کی حالت قبول کرنے کو مستعد ہی تمام بخاریوں سے اور تمام دریا
 سے اور تمام تالابوں سے اور تمام روی زمین سے رات دین میں اللہ تعالیٰ
 کے قدرت سے پانی اترتا جاتا اور آسمان کی بلندی میں جرتا جاتا ہی
 وہاں کی ہوا بہت تھندی ہونے کے سبب سے وہ بخار مائی پھر منجھ ہو کر
 وہاں ابر بنتا ہی اب جانیو کہ وہ پانی بخار کی حالت میں اوپر چرتا اور وہاں
 منجھ ہو کر ابر کے صورت میں پھر ظاہر ہوتا سو گویا ایک طرح کا حوض ہی
 جسکے معرفت سے اللہ تعالیٰ پانی کو نم جگوں سے خشک جگوں کو لیا جاتا
 کہونکہ یہ بادل ایک جگہ قائم نہیں رہتے ہیں بلکہ ایک جا سے دوسرے جا
 دور سے پھرتے تھوڑے روز کے بعد جب زمین پر سے آسمان میں پانی
 خوب جمع ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ اپنے قدرت سے ان بادلوں کا حوض کھولتا اور
 انکا پانی اپنے رحمت سے زمین پر برسات کے حالت میں اترتا ہی

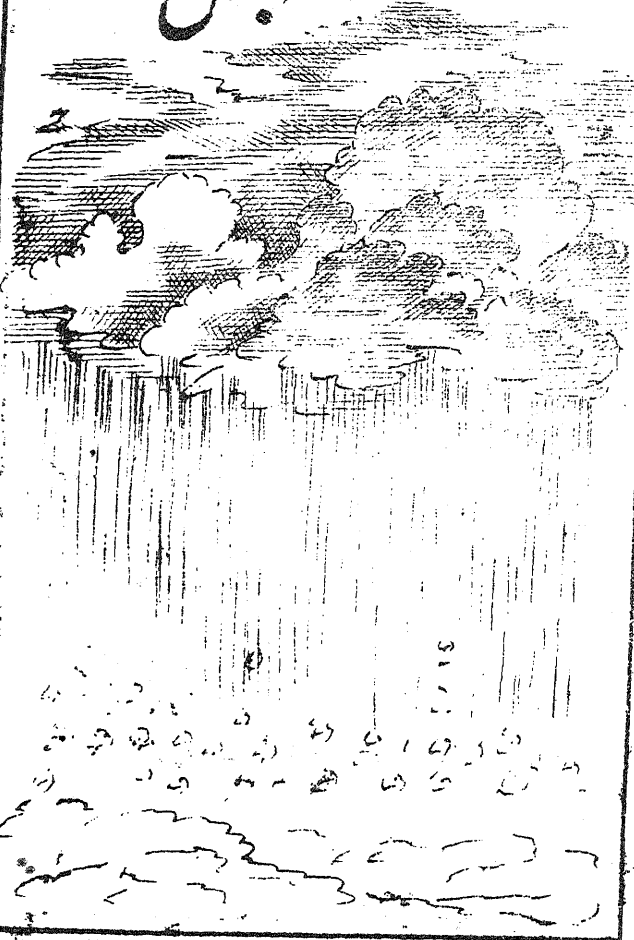
بادلوں سے برسات برتنے کے سبب میں حکما کو کام ہی بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ جب دو بادل نزدیک آتے اور دونوں میں الکتری سستی یعنی بجلی کی خاصیت کے مقدار کا فرق ہووے تو اسی فرق کے سبب سے ان دونوں بادلوں کو اپنے پانی سمجھا لینے کی طاقت نہیں رہتی اور وہ کشش ثقل سے جاتی اور انکا پانی زمین پر قطرہ قطرہ پھار کے طور پر آجاتا ہی

بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ بادل میں پانی نہیں ہی لیکن وہاں کا وہ ہواں سا ابر پانی کے عناصر یعنی مہیدرجن اور آگ سے جن کا مجموعہ ہی اور جب الکتری سستی یعنی بجلی کے خاصیت کا ایک تار اس مجمع کو لگتا ہی تب سے دونوں عناصر باہم ملتے تو پانی بنتا اور برساتا ہی بعضے حکما سمجھتے ہیں کہ ابر تحقیق پانی ہی جو بخار کے حالت سے ذرا سا منجمد ہوا ہی اور آسمان میں رہتے وقت اگر کچھ تھنسی ہوا ابر پر لگی تو وہ نیم منجمد بخار پورا منجمد ہو کر پانی بنتا اور برساتا ہی اور دوسرے حکما سمجھتے ہیں کہ ابر میں پانی تحقیق ہی لیکن اسکے مادے کے بیچ میں اتنی کشش ہی کہ وہ بچے نہیں گرتا لیکن اگر گروہ

ابراہیمان میں دوڑتا سو وقت کسی مخالف بارے سے ملے تو وہ مخالف
 بارے کے ملنے سے اسکے مادے میں تھی سوکھش قوت تی اور اسکا
 پانی برسات کی شکل میں گرتاں باتوں میں کونسی بات درست ہی سو
 اللہ تعالیٰ کو معلوم لیکن کبھی بعضے اور کبھی سب بھی درست ہوتے اگر
 حکم اختلاف ہی لیکن ایسا تجربے سے ظاہر ہوتا ہی برسات کے موسم
 میں تھندی ہوا آسمان کے ابر سے لگنے سے پانی کی برسات زمیں پر آتی تو
 اسکے آنے کے طور میں اور اسکے مقدار اور اسکے فوائد میں اب ذرا بیان

کرتا ہوں

تشیب بادل کا



5111

تمہارے میں بہت لوگ ہیں جو برسات کے پانی کو بہت مٹا دیا پانی چاہتے
 ہیں لیکن برسات کے پانی میں ہمیشہ کچھ آمیزش رہتی ہے چنانچہ اگر
 برسات دریا اور دی ملکوں میں ہووے تو ہمیشہ تھوڑا سا نمک برسات
 کے پانی میں ملا رہتا ہے اگر شہروں کے پچ میں گرے وہاں اور
 دوسرے غلاظت سے جو آبیادیوں سے ہو میں چرتی ہی آمیزش ہا کر
 گرتا اور یہ بھی ایک طور کی ناپاکی ہے جو اکثر برسات سے ملی رہتی سو
 کاربانک اسد یعنی کولسیکا تیزاب ہے جو اکثر برسات کے پانی میں ملکر
 پرگرتا کاربانک اسد ایک شفاف جسم ہے ہوا کے پیر کا جو ہمیشہ رو
 نہیں پر مٹی سے اور حیوانات اور نباتات سے پیدا ہوتا ہے اور یہ
 ہمیشہ ہوا میں چرتا رہتا ہے لیکن وہ کاربانک اسد نئے نباتات واسطے
 بہت مفید ہے اور برسات گرتے سو وقت اسکے قطروں کے سات
 کاربانک اسد سے ملکر زمین پر آتے ہیں اور سب ملکوں میں اور تھوڑے
 موسموں میں برسات کا پانی ذرا سا وہ اور خالص رہتا ہے کیونکہ بڑی دھوا

سے گرد اور دوسری غلاظت اور رطوبت ہوا سے ملتی اور ان ایام میں پانی گری تو نہیں رہتا اور برسات کے پانی کے ساتھ تھوڑا لہا بھی کھلا ہوا رہتا ہے لیکن حکما کو معلوم نہیں کہ وہ کہاں سے آتا ہے جن ملکوں سے پانی بخار ہو کر بہت اُڑا کرتا ہے پھر انہیں ملکوں میں برسات نادر اور کم ہوتی ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہی کہ اگر پانی بخار ہو کر اڑتے سوز مینوں پر ہی پھر برسات کے حالت میں گرا ہوتا تو یہ ہم جگوں پر پانی بہت برستا اور خشک جگے ویسے ہی خشک رہتے یا کم پانی برستا سو وہ خشک جگے زراعت کے قابل نہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ کے قدرت سے پانی نہریوں وغیرہ بخار کے حالت میں آسمان کو چڑھ کر وہاں بادل جو بنتا ہے سو بارے کے زور سے دور ملکوں کو جاتا ہے اور وہاں اپنا پانی نیچے گرا دیتا اور وہاں کی زمیں کو تر کرتا مثلاً بنگالے کے خلیج سے جو درہس کے کنارے لگتی ہے جو پانی کہ دہوپ کالے میں بخار ہو کر اڑ گیا تھا نو مبر کے مہینے میں تمام کرنا اور حیدرآباد اور میور میں برسات ہی اور وہاں کے ملکوں کو آباد کرنا اسکو

اللہ تعالیٰ کی مہربانی جانو کیونکہ بدوں ایسے کچھ حکمت کے اکثر کرے دنیا کے خشک
 بیابان رہتے برسات کا مقدار مختلف جگہوں میں مختلف ہی پانی کا مقدار
 جو ملکوں میں گرتا ہی سو تھوڑے باتوں پر موٹو فہی یعنی ملک میں برتے
 پہاڑ ہوں پو پائیکا بخار جو بارے سے آسمان میں چلتا ہی پہاڑ کے اوپر اور
 داس کوہ پر لگنے سے منجھ ہوتا اور برسات بنکر گرتا دوسرے ملکوں میں جہاں
 ہو بہت خشک اور گرمی بہت ہی اگرچہ آسمان میں بادل رہتا ہی اور بار بار
 وہ بادل ٹوٹتے اور پانی کو گرالنے میں ہوتے تو بھی بادل سے برسات تھوڑا
 نیچے اترتے ہی آسمان کی گرمی اسکو پھوٹنے کے حالت میں بدلا دیتی اور
 خشک زمیں پر پانی پرتا نہیں یہے ملکوں میں جیسے عربستان کے بیابان
 اور مصر کے بیابان اور سند اور دوسرے بیابان جہاں سازاں بار بار
 یہ عجیب تماشا دکھتے ہیں کہ بادل آسمان میں ہی اور بادل سے بھی پانی
 گرتا ہی لیکن ایک بوذ بھی زمیں پر جو خشک اور چلی سے کی ہی نہیں
 گرتا یہ تماشا دکھنے سے تماشا میں کے دل میں کسی شاعر کی بیت یاد آتی

سے خاک برابر کی زگشت خراب رفت بدریاد و زور کینت آب جن ملکوں
 میں بہت سے جھاراں رہتے ہیں سو اکثر وہاں زیادہ برسات پڑتا اور اگر
 کوئی ملک میں جہاں عام بارا کو بڑی دریا سے آتا ہی تو بہ نسبت دوسرے
 ملک کے جیسے اسیا بارا نہیں چلتا بہت پانی گرتا ایک تیار ہی اس کا نام پلو
 یعنی برسات کا پانی جسی حکمانے برسات کا مقدار جو ہر ملک میں کتنا
 کرتا ہی سو مانتے ہیں اُسے ہر ملک کے برسات کا مقدار معلوم ہوتا ہی
 مدرسے کا برسات سالانہ آرمائی قدم تلگ ہی یعنی تیس انگل لیکن یہ
 کرنا تک دریاوردی ملک ہی اسپر اللہ تعالیٰ کی رحمت خوب بھرتی لیکن
 پراتے ملکوں میں جیسا بلہاری جسمیں درختاں بہت کم اور پتھاراں کچھ
 نہیں ایک سال میں فقط دس بار انگل پانی گرتا ہی برخلاف اسکے گیناؤ
 اور کوریاں بندرا اور برما اور مبی میں جن ملکوں پر جنوب کے موسم کے
 بارے میں پانی گرتا ہی برسات کا مقدار دیر سو انگل دو سو انگل آرمائی
 سو انگل کرتا ہی بلکہ برما میں ایک ملک ہی جہاں ایک شہری وہاں کے

لوگ کے بولنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چار سو انگل کارسات و ماں گرتا ہی اور برسات
کے گرنے کے مختلف طور ہیں اگر بر سے بلند ہی پر سے آوے تو یا کسی تھنڈی
ہوا کے پچ میں سے گرے تو تھنڈا رہیگا بعضے ملکوں میں اکثر سال برسات
ہوتی باریشوں کے جزیرے میں گیارہ مہینے تلک پانی برساتا ہی سیر وطن
میں بھی یعنی انگلستان میں ایک سال میں دو ٹلٹ پانی کے دنوں میں اور
فقط ایک ٹلٹ خشک فارس کے جنوب میں برسات بہت کم ہوتا اگرچہ
آبادی خوب ہی کیونکہ شینم اور اوسن بہت ہوتے برسات کا عجیب تاشا
ہوتا کیسی کیسی پانی زمین پر گرتا اگرچہ آسمان میں بادل نہیں رہتا ہی اسکا بیان یہ
ہی کہ نیچے کی ہوا کی نمی وہ جو زمین کے متصل ہی یکایک تھنڈا یا دوسرے کچھ
سبب سے منجمد ہوتے اور گرتے ہی برسات کی زیادتی سے نقصان بھی ہوتا اگر
زمین شیب پر ہو یا زمین چکنی مٹی کی ہو اور بہت برسات اسپر آوے تو
جہاراں اور جڑی بوٹیوں کے جڑاں ستر جاتے جتے بہت بد ہوا نکلتی ہی
اور باشندوں کو تپ اور پیش اور دوسرے بیماریاں ہلاک کرتاں اگر

زمیں ذری او پنچی رہے یا بالوکی تو اتنا کچھ نقصان نہیں ہوتا ہی کہونکہ گرتا سو برسات
 جدی نشیب میں بھجایا یا بالو میں جرجار عیت کو پانی گرنیکا وقت ہمیشہ
 فکر کا سبب ہی اگر اسکے اناج پیرنے کے آگے تھوڑا برسات پڑے تو اسکی زمین
 نرم اور تھندی ہوتی اور اناج پیر کر اسکا موڑا گنے کے وقت پانی کبھی کبھی پڑنے
 سے اسکو بہت فائدہ ہی لیکن برخلاف اسکے اگر اناج ڈالے بعد برسات شدت
 سے گرے تو بیج زمیں سے اٹھ جاتا اگر پھول نکلتے وقت بڑا پانی گرے تو تمام ہول
 گر جائے اگر پہلے کیتے سو وقت پانی بہت گرے تو تمام اناج کے کاڑیوں کو نیچے
 سلاتا رعیت کا نقصان بہت ہوتا اور ایک سال کی محنت اسکی ضایع ہوتی تاہم
 برسات اللہ تعالیٰ کی رحمت جانا چاہئے بدون نمی کے کچھ چیز بھی نکلتی نہ آگ سکتی
 اگر گو تک میں برسات نہ آوے تو اور شبنم کی نمی اور زمی مالوں سے زراعت
 ہی نہ تو ایسے لکان دیراں رہتے ہیں برسات سے ایک بڑا فائدہ ہوتا
 یعنی اسکے پرنے سے چہرے پیدا ہوتے کر کر برسات گرے تو چہرے ہوتے
 چہرے ہوتے تو ندی نہوتی اگر تم سے پوچھیں کہ درخت اور پہاڑوں کے

ملک میں زیادہ پانی کا ہیکو پڑتا ہی اسکا سبب یوں ہی کہ جب ہوا زمین
 کے سطح پر چلتی ہے تو اس ہوا کی نمی زمیں کے گرمی سے بخار کے ہی
 حالت میں رہتی ہی پن چلتے چلتے کسو پہاڑ کو پہنچے تو اسکے دامن پر
 پڑنا شروع کرتی ہی اور پہاڑ کے سر کو پہنچتے ہی وہاں کی سردی سے
 تھنڈی ہوتی ہی اور اس ہوا کی نمی منجمد ہو کر برسات کے قطرے گرتے

اسی سبب سے اکثر کوہستانوں میں برسات زیادہ رہتا

اس جگہ میں کوہ کے نوک پر ہوا میں ہے سو پانی کا منجمد ہونے کا نقش کھینچ کر
 اسکے وہاں گرنے کا بیاں کیا

نقشہ بہار کا



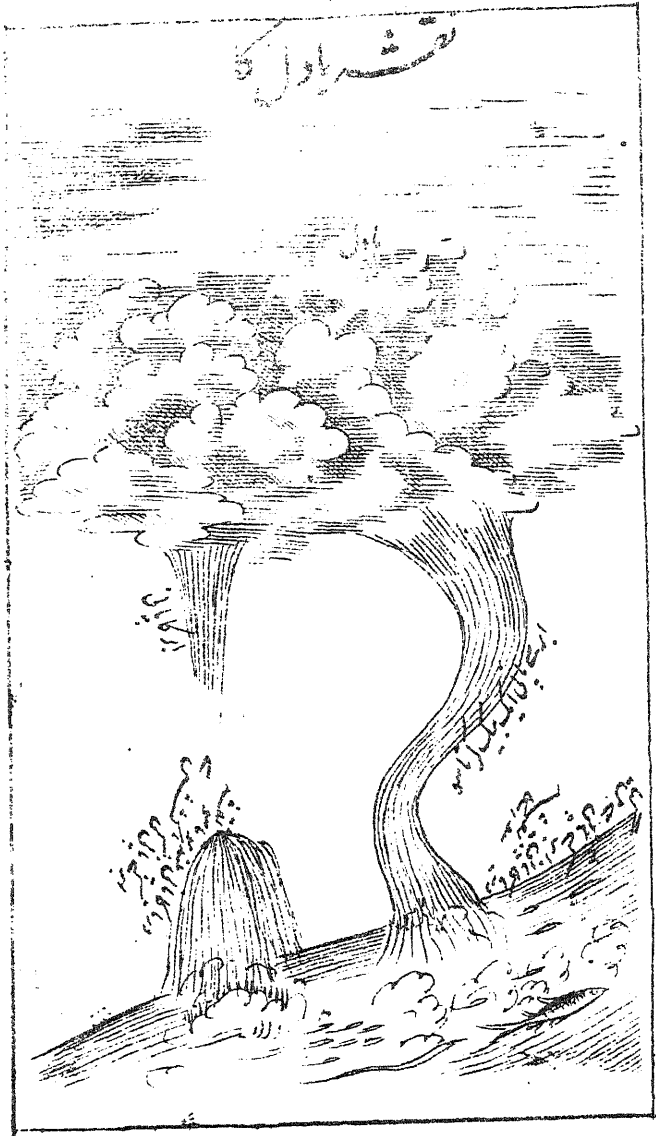
جہاں ہی کے ملکوں میں زیادہ پانی گزرنیکا سبب یہی آگے بیان کیا گیا ہے
 کہ درختاں اور جھاڑ کے پتے اور گھانس وغیرہ اپنی گرمی خارج کرنے کا
 میث میں ہی اسلئے جھاڑ کے پتے وغیرہ اکثر تھنڈے رہتے اور بہتی
 سہواں پٹر لگی تو اسکی نمی منجمد ہو کر ربات کے قطرے سے گرتی اسکی دلیل
 تم خود بار بار دیکھے ہوں گے تحقیق یہی کہ تم بہت کم سفر کئے اور پہاڑوں
 میں تماشے جو ہونے سو کبھی نہیں دیکھے لیکن درخت کے منجمد کرنے کا تاشا
 تم بار بار دیکھے ہوں گے سب اسیا اتفاق ہوا کہ ایک روز صبح کے
 وقت جب میں اپنی نوکری کو باڑی کاٹا کو گیا تھا تب بڑی اوس بھی
 لیکن ربات کچھ نہ گرتا تھا سو اسے پارس پیل کے تھاروں سے انکے نیچے
 گزرنے میں میرا کپڑا سبٹھیگا پانی کے قطرے اسے جو گرتے تھے
 جھاڑ کے پتوں سے جس پر اوس لگ کر منجمد ہوتی تھی۔

نقش چهارک



تم سنے ہو گے کہ ماہی کا برسات بھی کبھی ہوا ہی بھی تحقیق اللہ تعالیٰ کے عجیب
 قدرت سے ہی اسکا بیاں یوں ہی کہ کسی دریا پر بڑا طوفان ہوا ہوگا جسے
 اسکا پانی اور اسکے اندر ہیں سو مچھلیاں اوپر کھینچے جا کر درمگلوں پر پڑے ہوں
 اور کبھی آدمی کے خوراک کا بھی برسات ہوا ہی اسطرح سے کہ کسی ملک میں
 جہاں ایک طور کے جڑی کدے شعلب مہری کے مانند پیدا ہوتے ہیں سو ویسے
 ہی تند طوفانی ہوا سے اپنی جابی سے اٹھ کر ہوا کے ساتھ اوپر چڑھ کر دوسرے
 ملکوں میں پھر گرے ہیں اسی طور نہ منڈک برسات اور چوہوں کا برسات بھی
 کبھی کبھی ہوا ہی اور کبھی آگ کا برسات بھی ہوا ہی اسکا سبب برسات کے ساتھ
 بجلی گرنے سے مقرنی بہ نقشہ کھینچ کر بیاں کہے کہ کسی سبب سے جب پانی کو تہام کھینچی
 قوت ابر سے ایک ایک ٹوٹ جاتی ہے تو وہ پانی ابر سے ایک پہاڑ کی شکل سے پڑتا
 اٹھتا جا لگتا ہے اور اس کے پانی کے کشش سے دریا کا بھی پانی جڑی
 شکل سے اوپر چڑھتا ہے اور دونوں آپس میں مل جاتے اور ایک دوسرے کو
 جذب کرتے ہیں اسکو انگریزی میں واٹر سبوت کہتے ہیں

مشراک



بسم الله الرحمن الرحيم

الذين اتواك
بالحق

بالحق
بالحق

بالحق
بالحق

جدول برسات کے مقدار کی ہر ملک میں جو خط استوا

اور شمالی اور جنوبی عرض میں واقع ہیں

گھٹا و سالا نہ برسات کے مقدار کا توسط کے مقدار کے نسبت کرتے خط

استوائی قطبین تک اس جدول سے ظاہر ہوتا ہے جو ملک کا خط جدی یا

خط استوا یا اور دور درجوں میں عرض کے واقع ہیں ان کے مقابل مقدار برسات کا لکھا

خط جدی کا عرض گرہ یعنی انج

بہابائش وار مغزلی گھاٹ ۳۰۲

سان لوس دی مارن ماو۔ برازیل ۲۷۶

پاری ماری بو۔ گیانا ۲۲۹

سری لیوں۔ گینا ۱۸۹

کاپ مابٹ۔ سنت داتن گو ۱۲۷

کرانادا۔ لئٹلمکس ۱۰۳

۱	فہم ادم — سیلان
۹	کرلم — سینان
۹	چواناہ — کیوبا
۳	سبائی
۶	مکاو — چین
	خط استوا اور درجے عرض کے
	گرہ بیس ایلنج
۵	دارمن الپس کا
۴	کارل سٹون — جنوبی کارلینہ
۲۵	رونی — والتی
۲۲	شمالی زانس اور بلگم
۲۲	سسی
۲۰	روم
۲۲	جینوا

شمالی جرمنی ریونی آلمین

۲۰ —————

انگلانڈ (ڈالینس)

۳۱ —————

میرٹس برگ

۱۰۷ —————

دنی برگ — فین لاند

۱۳ —————

برسات کا سالانہ مقدار خط جدی کے نیچے کے ملکوں میں نوی جہاں کے

سالانہ مقدار خط جدی کے نیچے پرانے ۱۱۵ گرہ یعنی ایچ

جہاں میں

۷۶ —————

خط جدی کے برسات کا مقدار

۹۵ — ۱۱ —————

برسات کا سالانہ مقدار ہندی منطقہ میں نوی

جہاں کے (جمع کے حالتیں) ۲۷ گرہ

ہندی منطقہ کے نیچے پرانی

جہاں کے (یوروب)

۳۱ —————

خاک منطقہ میں عموماً

۳۲ —————

اور تہندی منطوق نہیں شمال سے لیکر جنوب تک عدد برسات کے دنوں کا برتاوی
 اگرچہ زور برسات کا کم ہوتا ہی

سالانہ عدد برسات کے دنوں کا جنوب میں سریاں کے ۵۴

جبل تار کے مقابلے میں ۶۸

میدانیں لمبارڈی کے ۹۶

بودا ہنگری ۱۱۲

جرمنی کا میدان ۱۳۱

انگلنڈ اور فرانس کا مغرب ۱۵۲

پولینڈ ۱۵۸

پیرس رگ ۱۶۹

بہرٹس لائڈ ۱۷۰

مشرق ایرلینڈ کا ۲۰۸

توسط سینہ کے دنوں کا سال میں ہر کے تحقیق موافق

۱۲ شمالی یورپ

۱۴۶ بولط کا یورپ

۱۸۰ جنوبی یورپ

اگرچہ مشرقی طرف میں ایرلانڈ کے سینہ کے دونوں کا عدد دو سو آٹھ ہی ایک سال میں لیکن بہت تھوڑا سینہ پڑتا ہے۔ نسبت جبلتار کے جو سات پراٹھ دنوں میں سینہ پڑتا ہے

سالانہ عدد سینہ کے دنوں کا کھتا ہے دیا سے بعد رنے کے سبب سے

۱۵۲ مغربی کنارہ فرائس کا

۱۴۷ بیج فرائس کا

۹۰ حاسان - میداں والگا یعنی بحر خزر کا

۶۰ بیج صیریا کا

پارس - الپسنگ جاوین نیچے آتا طوفان واقع ہوتا ہے سالانہ مقدار میں ربات کے

پارس ۵ ٹنٹرس معادل ۲۰ انچ

وائی وسط ترین

۲۱

برنی آپس کے دامن میں

۴۳

گریٹ سنت بوزنارڈ۔ دو مقام مشہر الاچک والایوروتین

۶۳

علم کیمیا سے معلوم ہوتا ہے کہ چند کھاراں وغیرہ برسات کے پانی سے
لمے رہتے ہیں اسکا بیان نیچے کے جدول سے معلوم ہوگا
برسات کے پانی کے مرکبات

سودا کی سلفت

سودا کی نیورید

منگیز کا آگہ

لوہیکا آگہ

چونیکا کھاربت

دینزیا کی سلفت

شورے کا تیز آب

اکثر جوڑنے کے سات مرکب ہی

بیان مولوی میرزا عبد الباقی خان صاحب الشریف الرضوی المنش کے

۱۵ رجب الاول ۱۲۸۵ ہجری مطابق دسمبر ۱۸۵۳ عیسوی میں

مقدمہ حکمت و فلسفہ

تجراؤد ہوں اور شبنم کی قہیں۔ بادل برف گار ہوا
رعد اور بجلی وغیرہ کی پیدائش کے بیان میں



جانا چاہئے کہ جب آفتاب کا تاب خشک زمیں کے اجزا پر پڑتا ہی تو اس سے
خاک کے اجزا میں ایک حرارت پیدا ہوتی ہی اور تھوڑی سی طراوت
و تری جو خاک کے اجزا میں ہی نسبت و نابود ہو جاتی اور اس صورت میں
ان اجزا پر خشکی غالب ہو بالکل سوکھی اور نپت ہلکی کر ڈالتی ہی بعدہ حرارت
اور ہلکے پن کے حکم سے وہ جلے ہوئے اجزائے خاکی اجزائے ہوائی سے
آئرشش پائے اعلیٰ کے طرف قصد کر کے صعود کرتے ہیں اسکو عولیٰ میں دغان
کہتے ہیں ہند میں دھواں اور بعض حکما فرماتے ہیں کہ جب حرارت آتش کا

عنصر خاک میں آمیزش کرے یعنی جن جاوے اور بوست ہوا کی مناسبت سے
 جو زمین سے متصل ہی زیادتی حرارت کے باعث آتش کی مانند ہوجاتی کہ وہ
 آتش گویا ایک ہوائے سوزندہ ہی پھر وہ خاک سے آمیزش پانے سے ایک
 مولود پیدا ہوتا ہی اسکی دودخان کہتے ہیں اور حکیم ارسطائیس کہاہی کہ
 ہوا پانی برساتی اور زمین پر بہتی ہی اور پانی سے بخار پیدا ہوا اور دھوپ
 سے آسمان ترتیب پایا اور کڑھ ایش یعنی عنصر آتش سے ستارے روشن
 ہوتے ہیں اور لباس ہستی کا یہی ہیں حکیم سنائی فرمایا ہی ہے عالم زرد
 و دود ساختہ انا آن فکندی و این از اختہ خاک با ساختی بر کر بندہ بست
 از دود طاہہای بنیہ یعنی عالم کو گرد اور دھوپ سے بنایا اور اسکو یعنی
 گرد کو پست کر کے دھوپ کو چڑھایا خاک کو بند کر دیا مرکز سے اور دھوپ سے
 بانڈہای تو اوپنچی طاقتیں پس دودخان کی حقیقت یہ تھراے گئی کہ جلے ہو
 اجزائے خاکی میں جو چھوٹے چھوٹے اجزائے ہوائی سے آمیزش پانے
 اعلیٰ طرف حرکت کرتے ہیں دوسرا بیان بخار آفتاب کی حرکت ہے

جب آفتاب بھیگی زمین دریا تالاب ندیان اور غدر یعنی گنتے وغیرہ پر چمکتا ہے۔
 تو اسکی حرارت کی وساطت پانی اور زمین کی حرارت سب گرم ہو کر کچھ کچھ جزا
 خاکی اور آبی کو لطیف کر کے بعضے اجزائے ہوائی سے آمیز ہو طرف اعلیٰ چلتی
 ہی اسکو بخار بولتے ہیں اور بعضے حکما کہتے ہیں کہ بخار کی پیدائش ایسی ہے
 کہ جب حرارت آخشیج ایش یعنی عنصر آتش کی گرمی عنصر ہوائی سے جو اسکے
 قریب ہی ملجاوئے اور اُس ہوا کی راہ سے جو جوہر آب سے پوسنگی رکھتی ہے
 وہ حرارت ناری عنصر آب و خاک کثیر اثر بخشی ہے اور حرارت عنصر
 کی تاثیر سے وہ جوہر آبی جوہر ہوائی کے ساتھ آمیزش پاتا ہے اور ان دونوں
 جوہر کی رطوبت کی مناسبت سے ایک مولود پیدا ہوتا ہے کہ اسکو بخار کہتے
 ہیں اور بخار کی پیدائش دو قسم پر ہے۔ پہلے قسم کی پیدائش زمین
 کے اوپر سے ہوتی ہے۔ دوسری قسم کی زمین کے اندر سے جو بخار زمین
 کے اوپر سے تولید پاتا ہے اس سے اثرات آب و برسات برف تالاب اور قوس و قزح
 وغیرہ کے ہوتے ہیں چنانچہ مولانا جامی نے فرمایا ہے۔ چون بخر نفس زند

بخواند بخار چون شد مترکم آن نفس بر شمار باران شود ابر چون کند قطرہ
 باران و ان باران سیل دسیل بحر آخر کار یا یعنی جب یہ دم باہر چھوڑتی ہی
 اسکو بخار کہتے ہیں اور جب وہ دم ہوا میں بہت سے جمع ہوں تب
 ابرگنا چاہئے اور جب قطرے بیٹا ہی تو برسات ہوتی ہی وہ برسات سیل
 ہوتی پھر سیل سے دریا بنتی ہی آخری درجہ جو بخار زمیں کے اندر سے تولد
 پاتا ہی وہ اسطور سے ہی کہ جب آفتاب کا تاب زمیں کو خوب گرم کرتا ہی
 طراوت خاکی کے سبب سے بخارات پیدا ہوتے ہیں اگر زمیں کے مسامات
 کشادہ ہوں یا زمیں نرم ہو اس سے بخارات نکل کر اوپر بیاں ہوا میر کہا اعلیٰ
 کے طرف جاتے ہیں اور وہ حالات مذکورہ بن جاتے اور اگر زمیں سخت ہی
 یا پہاڑ کی جڑ ہی اور مسامات اسکے کشادہ نہیں تو وہ زمیں بخار سے سنگافہ
 ہوتی ہی اور اثرات زلزلہ و ظہور چشمہ یعنی جیسا پانی اور معادنوں کی نمودار ہی
 اور شہروں کا ڈوبنا وغیرہ ہوتا ہی بعضے حکما بخار کو دخان کہتے ہیں اسطورہ
 سے کہ چونکہ پانی کے اجزا سے پیدا ہوتا ہی اسکو پانی بخار کہتے ہیں جیسا کہ

پانی کو جب جوش دیتے ہیں تو اس سے بخار اٹھتا ہے اور جو کچھ خاک کے اجزاء
 تولید پاتا ہے اسکو بخار خشک دھانی کہتے ہیں اور بھی جانا چاہئے کہ حکم کے
 نزدیک ثابت ہے کہ حرارت کا کام اور عمل تفریق اور تبصیح کرتا ہے یعنی جب
 کیفیت گرمی کی کوئی جسم میں حادث ہوتی ہے تو اس جسم کے اجزاء کو
 کشادہ اور پرانگندہ کرتی ہے اور سردی کا فعل اور عمل تعقید اور جمعیت
 دیتی ہے یعنی جب کیفیت برودت یعنی سردی کی کوئی جسم میں حادث
 ہو تو اس جسم کو بستہ اور فرہم کرتی ہے اگر کوئی پوچھے کہ کس دلیں سے
 حرارت جسم کے مقدار کو زیادہ کرتی ہے اور سردی جسم کے مقدار کو
 کمتر کرتی اسکا جواب یہ ہے کہ جب ہم نے کسی برتن یا دیکھے کو پانی سے
 بھر دیں اور ایک حصہ خالی رکھیں تو وہ پانی حرارت آتش سے جوش کھاتا
 اور لبریز ہو دیکھے کے کنارے کے باہر گرتا ہے اصل میں پانی کا مقدار تو بڑھا
 نہیں پر عقل سے دریافت کرو تو اتنا معلوم ہوتا ہے کہ پانی کا مقدار اور حجم
 زیادہ ہو گیا ہے۔ اور جابزی کہ جسم کا مادہ اپنی حالت پر رہے اور عرض

اسکا اختلاف پاوے اسی پستور و دت یعنی سردی جب ہم کو کوزے میں
پانی بھر کر رکھیں اور بعد چند عرصے کے دیکھیں تو سردی کے غلبے سے وہ پانی
جم جا کر اسکا مقدار کم ہو جاتا ہے کہ واسطیکہ پھلے پانی کا سطح جمتا اور رفتہ رفتہ سب
سردی غلبہ کرے تو وہ پانی جمتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ تمام پانی یکے پارچہ
سنت کے طرح ہو جاتا ہے جسکو فارسی زبان میں منج کہتے ہیں اور سب شے کے
مادہ اسکا غلبہ سردی سے ہی اس پانی کے مادہ کے حجم اور مقدار میں کمی پیدا
ہوتی ہے اور سب طرفوں سے کشش ظاہر ہوتی اور اس منج کے اجزا کوزے کے
اطراف کو اپنے طرف کھینچ کر کوزے کو پھوڑا لیتے ہیں پس جب پانی کے اجزا میں
کھینچت اور کشش پیدا ہو کر جم گئے ہوں تو خواہ مخواہ وہ پانی جو انبساط رکھتا
مقدار اصلی سے کمی اور کاستگی باقی یعنی اسکے حجم اور مقدار میں کمی ظاہر ہوتی ہے
اور شبنم کی پیدائش کے سبب یہ ہے کہ جو ہوا زمین سے تماس یعنی متصل
ہی اس سے دو طور سے شبنم بنتی ہے پھلا طور یہ ہے کہ کہاں سردی سے
اسکی رطوبت افسردہ ہو کر برف کی مانند تیلی جادوت جاگرتی ہی یا کف

کی مانند ہوشبک مثال درختوں کے برگ اور نباتات وغیرہ پر گرتی ہی جب
 حرارت لطیفہ انخردوں سے وہ حالت جمادت کم ہو مائیت رقیق کی صورت
 ہو جاتی ہی دو سراسر اطور بھی ہے کہ کچھ بخارات زمیں سے متصاعد ^{نہیں}
 ہوتے ہیں لیکن شدت سردی سے جو ہواے صاف کہ زمیں سے قریب ہی اسکو
 غلیظ کر کے بخار بناتی ہی اور زمیں سے بلند ہو باریک باریک قطرے بکربانات
 اور اشجار پر ظاہر ہو جاتی اسکو فارسی میں ترالہ کہتے ہیں

ابر کی پیدائش کے باب میں حکما کہتے ہیں کہ بخار ارضی جب ہوا پر چڑھے اور
 سردی کی شدت سے غلظت پانےقد ہووے زمہریری سردی کے
 سبب سے ثقیل اور کثیف ہو کر ایک ایک مادہ منعقد اسکا جب مجتمع ہوگا
 ابر بنکر ایک جسم محسوس ہو جاتا ہی جیسا کہ نفس انسان کا ایام رستار
 اور سردی میں کثیف ہو جا کر محسوس ہوتا اور نظر آتا ہی اور بالستان
 میں ابر کتر جمع ہوتا ہی باوجود اسکے کہ اس فصل میں بخارات زمیں سے زیادہ
 اتھے ہیں اسکا سبب یہ ہی کہ گرم ہوا جو ہی بخارات کو پریشان اور

متفرق کرتی ہے پس حرارت کے سبب سے جو اس ابر میں ہی ایسے فصل میں
 وہ ابر زیادہ تراور چڑھنے کے سردی شدید زہری سے اتصال پا کر بسبب سردی
 شدید کے باقی حرارت جو اسکے ذات میں رہتی سو بھی فانی ہو کر خوب غلظت پا
 اور بھی ثقیل بن جاتی ہے اور جو اجزای الطیف کہ ابر میں ہیں سو صفت آبی لیکر
 قطرہ قطرہ پکتا ہی رہتا ہے حقیقت ابر کی کیا چیز ہوئی۔ بخار ہوا اور حقیقت بخار
 کی کیا چیز ہوئی پانی کے اجزا ہوں جو کہ سبب سے حرارت غریبہ کے یعنی آتش
 آفتاب سے اپنے مکان طبعی سے مفارقت کئے تھے اور شک ہو گا کہ صورت
 نوعیہ پانی بن ابر میں اور بخار میں باقی رہے جیسا کہ میر محمود چیسٹری کتاب
 گلشن راز کے درمیان فرماتا ہے بخار و ابر و باران و نم و گل و نبات و جانور
 انسان کاں مگر تا قطرہ باران زد ریایا چگونہ یافت چندیں شکل واسماہ پلن
 سردی ہوا کے سبب سے جو حرارت کہ اجزای پانی میں ہی سو دور ہو دو
 غلظت پان میں پراگرتی ہے سو ہی حقیقت ہی ابر اور برسات کی۔ اور بھی جانا
 چاہئے کہ قطرہ قطرہ برسات ہونے کا سبب یہ ہے کہ جو بخار کہ ابر ہوا ہی یکدم

کرہ زہری کو نہیں پہنچتا بلکہ بتدریج تصاعد کرتا ہی اور جب تک کہ زہری کو پہنچا
 ہوتا ہے یعنی جم جا کر قطرہ قطرہ بن کر مترکم ہو جاتا ہی اور ہر قطرہ اپنے حد ذاتی
 میں یعنی فی نفسہ متساوی ہونے کے سبب سے شکل لازم آتی ہی اس لئے کہ وہی صورت
 بن جاتا ہی کیونکہ اصل اسکا پانی اور پانی جسم سیمی اور جسم سیم کا تقاضا ہے
 طبعی بھی ہے کہ کہ وہی ہووے

برف اور گار کی پیدائش کا بیان جب بخار پور چڑھنے اور بنے تھوری سی حرارت
 اس میں باقی رہنے کے سبب سے یا ہوا کی حرکت کے سبب بالا تر چڑھ کر اور سردی
 سخت سے ملاقات کر کے افسردہ و منجمد ہو جیسے دھنکی ہوی روی کے
 حالت بن جاتا ہی اسی صورت سے بچے گرتی ہی جب اسفل کے طرف
 گرے ایک پر ایک جم کر بڑی بڑی جسم بن جاتی خصوصاً جو وقت کہ ہوا سے
 سخت سے ملاقات کرے ہوا کے صدمے سے مترکم اور جمع ہو کر اشکال مختلفہ
 سے زمین پر گرتی ہی۔ اسکے اشکال مختلفہ ہونے میں بعضے علما ایسا کہے ہیں کہ جب
 سردی بخار پر غلبہ کر بخار کو برف بناوے اور اسکے اجزا کو جمع کرے اس میں

یک تشنج پیدا ہوتی ہے اور وہ تشنج یعنی کشش اور کھینچات اگر طرفوں
 سے یکساں ہو تو شکل اشکی کردی یعنی مدور ہو جاتی ہے اور اگر یکساں نہ ہو
 تو شکلیں اسکے مختلف ہو جاتے ہیں اور حکما کے پاس یہ بات مقرر ہے کہ برف
 کا رنگ نہایت سفید اور شفاف ہی وہ رنگ اسکا ذاتی نہیں بلکہ یہی کہتے
 ہیں کہ برف مرکب ہی بعضے اجزای شفاف سے بیچ حالت انجماد کے مگر ایسا نہیں
 کہ کچھ رنگ اتنے ترتیب دیا ہو گا بلکہ ایسا ہی کہ اسکے خلل اور فرج میں کچھ
 اجزائے ہوا داخل پاتے ہیں ساتھ کچھ اجزای شعاعی ستاروں کے کہ فیض
 سے پہنچتے ہیں اسکو اور دے شعاع منعکس ہو دینگے بعضے سطوح سے ان اجزائے
 برف کے بعضے اجزا پر اسکے اس دلیل سے کہ اگر کوئی شعاع منعکس ہو جاوے خواہ مخواہ
 رنگ سے مشابہ جو یہ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر آفتاب کو سپر چیمیں پانی ہو
 چکے تو اسکا شعاع کسی دیوار پر پڑتا ہی تو وہ شعاع منعکس سفید رنگ نظر آتا ہی
 اس وجہ سے حسن بصر جب اس شعاع کو جو برف کی اجزائے مرکب سے ہی
 پاتی ہی تو ہم کر کے یہی حکم کرینگے کہ برف کا رنگ سفید ہی

اور گائی پیدا بش ایسی ہی کہ جب بخار و پیریتا ہی تو سردی اس میں عمل کرنے کے
اسکو کشیف کرتی ہی اور برسات کے ہونے میں ہو کر گرتی ہی و نٹ گرنے کے
اگر سردی اس میں زیادہ اثر کی ہی تو اسکو افسردہ کرتا پس برسات کا مادہ گار
کی حقیقت ہی اور اسکے جماعت کے باب میں دو طور سے کہے ہیں۔ پہلا یہ کہ جو
بخار کہ ابر بنا ہی برسات کا طور بننے کے پیش ازینک سردی اس میں ایسی ہی
کہ جماعت شدید کی حالت واقع ہوتی۔ دوسرا طور یہ کہ ابر برسات بنکر
اترنے کے وقت کوئی ایسی گرم ہوا سے ملے اور حرارت ہوا اسکے اطراف کے
احاطہ کرے یعنی گھیر لے اور جب سب اطراف اسکے گھیرے گئے تو اس نظر کے
اجزائی سردی جو ہی ظاہر سے باطن کی طرف جاتی ہی اور اس صورت میں سنی
باطن کی ایسی سردی پڑ ظاہر کی یہ سردی بھی اسپر زیادہ کمال سردی
کا درجہ پکڑ گا رہتا ہی اور گار بر سے اور چھوٹے ہونیکا سبب مادہ کے حسب
اختلاف ہی یعنی اگر مادہ اسکا زیادہ ہی تو گار کا ڈنڈا بڑا اگر چھوٹا ہی تو
چھوٹا ہوتا ہی

بیان بار یعنی یون کی پیدائش میں۔ جانا چاہئے کہ جب ہوا کے اطراف سے
 ایک طرف آفتاب کی حرارت سے خوب گرم ہوا اور کچھ انبساط یعنی کشادگی پیدا
 ہو تو جسم متخلخل کی صورت بن مقدار اسکا بہت ہو جاتا ہے اور اس سبب سے
 جو ہوا کہ مجاور اور ماس اس ہوا کی ہی اسکو دفع کرتی یعنی دور کرتی ہے
 اس لئے کہ اس کی جگہ آپ لے اور اس سے ہوا میں یک حرکت پیدا ہوتی ہے جب
 ایسا ہوا تو دی ہوا سے متحرک کو بار یعنی باد کہتے ہیں۔ دوسرا وجہ یہ ہے کہ
 جب ہوا کا ایک طرف برودت سے خوب سرد ہو جاوے اور وہ سردی ہوا کے
 اثر کو جادیو سے یعنی مقبض اور منقذ کرے تو خواہ مخواہ ان اجزائے ہوائی منقذہ
 کشش یعنی کینچت پیدا ہوتی اور وہ اپنے مقدار میں سے کتر ہو جاتا ہے جب ایسا ہو
 جو ہوا کہ مجاورت رکھتی ہے اس ہوا سے لامحالہ اپنی جائے سے حرکت کرے تاکہ اسکی
 جگہ آپ لے کرے کیونکہ خلا محال ہی اور اس سبب سے ہوا میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے
 اور اس سے باد یعنی یون نکلتی ہے۔ میں اس کیفیت کو اور قسم بیان کروں گا تاکہ
 خوب ذہن ستمیں میں آوے اور اچھی طرح معلوم و مفہوم ہو۔ یا ایسا ہی کہ کوئی چیز

ذات ہوا سے خارج ہی جو باعث ہوتی ہی حرکت دینے ہوا کو مثلاً الجزہ اور اذخنے

یعنی بخار اور دھواں جو زمین سے اٹھتے اور کرہ زمہریر تک پہنچتے ہیں اگر سردی زمہریری

اُپری یعنی اس بخار و دھواں پر غلبہ کیا اور انکی حرارت کو زایل کرا تھی بخلی بخشے کہ وہ ثقل

اور غلیظ بنے اور ثقالت کے باعث اسفل کے طرف رجوع کرے اور سرعت تمام

کے طرف ارتے تو ایک توج زیادہ ذات ہوا میں پیدا ہوتا ہی اور باد عظیم چلتا۔

یا تو ایسا ہوتا ہی کہ بخار اور دخان کی حرارت زمہریری سردی دور نہوا اور اعلا

کے طرف چڑھ کر کرہ مارکلب پہنچ ایکے اجزا کو جو سردی سے کثافت پائے ہیں ٹوڑا

اور وہ کرہ مارکے اثر سے جگر سوختہ ہو جاوے اور باقی رہ گیا سو مادہ سبب ثقالت

کے جو ایکی ذات میں ہی وہاں سے درگزر نامکن نہو طرف اسفل کے رجوع کرے

تب موجب ہل چل اور حرکت ہوا کا ہوتا ہی اس صورت میں پوں چلنے کا ظہور ہوگا

دوسری قسم یہ ہی کہ جب گیلہ بخار زمین سے اٹھا ہی اور ہوا کی

گرمی اور آفتاب کی تابش اس بخار کو بہت سالطیف اور ہلکا کرا علا کے طرف

چڑھاتی اور جب وہ کرہ زمہریری کو پہنچتا ہی تو سردی اس میں اثر کرتی او

خشکی اسکی کم ہو جو لطیف اجزائیں اُن سے فی الحال ہوا ہو جاتی اور جو غلیظ اجزائیں
 زیادہ کثیف ہو ہوا سے حادثہ پر گر کے اسفل کے طرف اسکو چلا تے ہیں اس سبب
 سے حرکت باء حاصل ہوتی ہے پس ان بیانات سے معلوم ہوا کہ یوں کی حقیقت
 ایک ہوا سے متحرک ہی اور اگے کے بیانات سے حرکت ہوا کی ثابت ہوئی اور
 وجوہات بعد سے بھی ہوا کی ذات اور حرکت دونوں ثابت ہیں
 بیان پیدا ہونے میں رعد یعنی گرج اور برق یعنی بجلی اور صاعقہ کے یعنی آتش یا
 جو آسمان سے زمین پر گرتا ہے۔ جانا چاہئے کہ رعد کے باب میں معلم ثانی اور
 حکماء متاخرین ایسا بیان کرتے ہیں کہ رعد کی قسم سے ایک قسم ہی کہ جب معلوم
 ہوا کہ بخار کے دو نوع ہیں ایک نوع گیلیا بخار کہ پانی کے اجزائے تولید پاتا اور دوسرا
 سوکھا بخار جو اجزائے خاک سے پیدا ہوتا ہے اور جب اتفاق ایسا ہو کہ یہ دو نوع
 کے بخارات حرارت کی وساطت سے ہوا پر چڑھ ہوا کے پھلے طبقے سے درگداز کے
 اس طبقے میں پہنچیں جو مرکز زہری ہی تو بخار آبی کتیں جب سردی زہری
 اثر کرتی ہے اسیں غلظت و کثافت پیدا ہو کر ابر بنتا اور قرار پو کر رہتا ہے

اور بخار خالی خشک جو دخان کہلاتا ہے اور خفیف یعنی ہلکا ہے کہ زہریلی
 قصد کرتا ہے کہ آتش کے طرف اس لئے کہ اپنے کو وہاں تک پہنچا دے پس
 بقوت تمام طرف اعلا کے حرکت کرتا ہے اور وہ بخار آبی جو اربن کر راستے
 میں قرار پڑا ہے سواد سکو شگافہ کر یعنی پھاڑ کر چرہتا اور ایسے پھٹنے سے آواز عظیم
 نکلتی ہے اسکو عربی زبان میں رعد کہتے ہیں۔

یسری قسم اسطرح ہے کہ گرم بخار زمین سے اوپر کے طرف چرہتا اور اوپر سے جو
 تھنہ بخار نکلنے کے طرف اترتا ہے اثناء راہ میں دونوں کی ملاقات ہو جاتی اور
 مقاومت و مزاحمت طرفین اور استکمال یعنی یک جسم نکل کھانے دوسرے
 جسم پر زور سے یا گھسے جانے سے آواز عظیم نکلتی ہے اسکو رعد کہتے ہیں۔
 برق یعنی بجلی کی پیدائش اسطور سے ہے کہ جسوقت گرم بخارات زمین
 سے اٹھکر اوپر اعلا کے صعود کرتے ہیں اور اوپر کے اجزے جو سرد و غلیظ ہو کر نیچے
 اترتے ہیں اور جاتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے سے زبردستی و زور سے درگزر
 اور اتفاق ہوے کہ مادہ دخانی سے ملی ہوئی ہوا اٹھائیں درمیان ان دونوں کا

جھوس و گرفتار ہو جاوے تو ان دونوں بخاروں کے قوت کے سبب سے کہ بائیکدیکر
 زور کرتے ہیں وہ مادہ جھوس نہایت گرم ہو کر آتش کی شان ہو کر اور وہ
 مادہ دخانی مشتعل ہو جاتا ہی سوا سکو برقی کہتے ہیں۔

اور ایک قسم ایسی ہی کہ ہوا میں کچھ غلیظ کثیف ابر پیدا ہو سکے اور پورے کچھ دن
 مادہ جو سردی کے باعث غلیظ ہوا ہو اعلیٰ سے اترتا ہی اور جب وہ ابر غلیظ
 نزدیک پھنچتا ہی تب قوت سے اُس ابر کو شکافہ کرتا ہی اور اس قوت جبری سے
 حرارت عظیم پیدا ہوتی ہی اور آتش کی مزاج بن اس مادہ دخانی کو سلگا اوازیم
 سے اسفل کی طرف گرتی چنانچہ آواز بھی سننے جاتی ہی اور شعلہ بھی نظر آتا ہی لیکن
 شعلہ پھلے دستا اور آواز بعد ازان سموع ہوتا ہی کیونکہ مفری کہ حسن بصیرت
 اور فریات کو بغیر عرضہ زمانی کے دیکھتی اور حس سمع سموعات کو بعد عرضہ زمانی
 کے سنتی ہی خصوصاً اگر کچھ مسافت بعید ہووے۔

اور صاعقہ پیدا ہونے کا سبب یہ ہی۔ کہ جب مادہ دخانی یا مادہ بخاری بہت
 ہو کر سردی کے سبب سے برقی ہونیکے لئے مستعد رہے اور طرف اعلیٰ

سے یعنی اسکے اوپر سے کچھ ابر غلیظ بسرعت تمام نازل ہو دے اور وہ ہوا غلظ کورنہ کو طرف زمیں کے چلا دے وہی صاعقہ ہی اور گاہے ایسا ہوتا ہی کہ اس صاعقہ کے ساتھ آتش بھی رہتی ہے اس طور سے کہ کچھ اجزائے دخانی صاعقہ کے ساتھ موجود ہوں اور بسبب حرکت عنف یعنی یکدگر کے قوت کے غلبہ سے حرارت ابہر غلبہ کر کے مشتعل ہوتی ہے۔

دوسرا وجہ یہ کہ اگر مادہ دخانی اور بخار دونوں زیادہ غلیظ ہو جائیں اور سردی کے سبب اعلا سے اسفل کے طرف ہبوط کریں یعنی اتریں لامحالہ بار اظاہر ہو جاتا ہے اور جب اتفاق ایسا ہو کہ ان دونوں کے مابین میں رقیق یعنی پتلا سا ابر آ جاوے تو اسکو پھار کر وہ مادہ دخانی شدت حرکت اور استکمال یعنی تکرکھا نیکے سبب سے مشتعل ہو گرتا ہی اسکو صاعقہ کہتے ہیں۔ اور بعض حکما کہے ہیں کہ حرارت اور حرکت دخانی پر عمل قوی کرتی ہے اس درجہ پر کہ جو کچھ چلنے اجزا اس دخان میں ہیں حرکت اور گرمی کے سبب جو اس حرکت شدید سے حاصل ہو وہ دخان مشتعل ہو جاتی یعنی بیلگت آتھے ہیں اگر اس دخان

شتمل کے ساتھ لطیف اجزا ہوں تو وہ آہی سرعت سے حرکت کریگا
 کہ روشنی نظر آتی ہے اور پھر جلد فانی ہو جاتا برق وہی ہے۔ اور اگر اس
 سنگے ہوئے دھان کے ساتھ اجزاء کثیف اور غلیظ ہوں تو فانی نہیں ہوتا
 اور طرف زمیں کے گر کر جس شے سے ملاقات کیا اسکو جلاتا اور سوختہ کر دیتا ہے
 اسکو صاعقہ کہتے ہیں اور معلم ثانی شفا اور اشارات کی کتاب میں فرماتا ہے کہ
 صواعق نازلہ یعنی آسمان سے گرتے سو جلیاں اتفاق ہوتا ہے کہ اجسام ارضی کے
 مانند ہوتے ہیں چنانچہ بارادیکھا گیا ہے کہ کبھی لوہے کی مانند کبھو سنگ یعنی پتھر کی
 طرح زمیں پر گرتے ہیں یہی دلیل قوی ہے اس بات پر کہ مادہ یعنی اصل صاعقہ
 بخارات اور دھوئیں سے ہی جو شبہات رکھتے ہیں مواد سے اجسام مذکورہ
 زمیں کے۔ اور تولید مثل یا تخم سے ہی یا لطفے سے اور اسی بدستور معادن میں
 بھی ہیں یعنی جو بخارات اور دھانات معدن کے زمیں سے اٹھتے ہیں اور کرہ
 زہری سے اثر غلط و کثافت پاکر منعقد یعنی بستہ ہو جاتے ہیں سو
 مانند اجسام معدنی کے ہوتے ہیں جب کہ دیکھے ہیں کہ سنگت یعنی پتھر یا پتھر

یعنی لوہا یا مس یعنی تانبہ آسماں سے گرا ہی اور معدنیات کی پیدائش بھی اسی ہیج سے
 سمجھے یعنی بطور بذر اور نطفہ کے ہی اس دلیل سے معلوم ہوتا ہی کہ معادن میں
 بھی تولید مثل ہو سکتی ہی اور یہ بھی جانا چاہئے کہ آتش صاعقہ نرم اور ست
 چیزوں کے آر پار ہو جاتی اور انکو نہیں جلا کر سرعت تمام ایسا کڈر جاتی ہی کہ
 کچھ اثر داغ جلنے کا نظر نہیں آتا ہی لیکن سخت اور باصلابت اشیا کے اندر
 نفوذ نہیں کر سکنے کے سبب سے جلا دیتی ہی جیسا دکھا گیا ہی کہ اشرفی یاروپہ
 کی تھیلی پر گری لیکن یہ نہیں جلی اور سونار و پاگداختہ ہو گیا یہہ کیا سبب ہی
 کہے تو سبب اسکا لطافت اور نہایت سرعت سے گزرنے کا ہی و اگر صاعقہ کشف
 ہووے جس چیز پر گئے اسکو جلا دیتا ہی۔

تقریر محمد خیر الدین خان بہادر کی صوت اور اسکے کیفیت اور

ماہیت اور اسکے فائد میں تیسری ربع الثانی ہجری بمطابق ۱۲۷۰
۱۸۵۴ء غلیسو

حادثاً و مصلیاً

ہوایا ہوا سے جسم لطیف کو حرکت موجی میں لاویں تو صوت یا آواز پیدا ہوتی ہے
مہل یا مستعمل مانوس یا غیر مانوس اور موج کی حالت میں ویسے اجسام لطیف کے اجزا
اپنی جگہ سے تبدیل پاتے اور زبرد بالا راست و چپ ہو جاتے ہیں لیکن حرکت
موقوف ہو جاتی ہے پھر اپنی اصلی حالت اور مکان پر آجاتے اگر اس طرح کا تناسب موج
تناسب حرکت سے دیا جاوے تو ایک طرح کی آواز مناسب پیدا ہوتی ہے
جسے زیر باناد کہتے ہیں جیسے کشیدہ تار کو انکلی کے سر سے چہتیر نیسے آواز پیدا
ہوتی ہے لیکن جب جسم لطیف غیر مناسب طرح سے حرکت میں آوے تو ایک صوت
پیدا ہوتا ہے فقط جیسا بندون وغیرہ چھوڑنے سے جب جسم لطیف کو تناسبات
زماں سے متوج دیویں سرعت ضروری موافق اس طرح سے کہ ایک ثانیہ میں

یا تیس بار موج میں آوے تو وہ جسم لطیف لہرائے لگتا اور موج کھاتا اور موج چھوڑا
 میں پہلے کر گردش میں سو چیزوں سے لکر کہا تے اور او از پیدا کرتے ہیں ان
 موجوں کی مثال پانی میں خوب ظاہر ہوتی ہے جیسا پانی کے سطح پر ایک بوند پڑی یا
 لنگر ماریں تو ایک چھوٹا موج دایر کے طرح ظاہر ہوتا ہے اور بتدریج چوڑا ہوتا جاتا ہے
 اور سب طرف سے ایسا برابر کول ہے جو اسکے مرکز سے یعنی جہاں لنگر یا بوند گر ا تھا دائر
 سے اسکے عظیمی یعنی دیرتے تک جسے خطوط کہہنے جاویں سب باہم مساوی رہتے
 اس سطح ہوا سے جسم لطیف پر پھیلنے سے یا اور کسی شے سے جیسے کانٹھی پانی
 یا طانس بجانے شے لکر ہودے تو ویسا موج خورد یا بزرگ پیدا ہوتا ہے جو پھیلنے
 کان کے غشا، طہلی پر لکر کھاتا اور موجی کی زخمی سختی یا شدت موافق
 غشا، مذکورہ میں لرزہ اور لہک پیدا ہوتی ہے اور کان میں غشا، طہلی کے
 پیچھے ایک نالاہی جسمیں پانی بہا ہوا ہے سو اس غشا کے لہکنے سے وہ پانی موج
 میں آتا ہے اور یہ موج ان باریک ناڑوں کو حرکت دیتا ہے جنکو رکابی مطرق
 اور سندانہ کہتے ہیں انکے حرکت پانے سے کان کی عصب متاثر ہوتی اس کے

معرفت سے ماطقہ کو خبر ہوتی ہی اس طرح سمع حاصل ہوتا ہی فایده عضو سمع
 کے تین کرے ہیں باہر کا جو ایک خیف کی شکل برہی اور چھین کا کان یعنی طبلی اور
 داخلی کان جسکو لیرنتھ بھی کہتے ہیں باہر کے کان کے دو قسم ایک ذہ پارہ جو
 خیف کی شکل برہی دوسرا اسکانالا یعنی صماخ اسمیں ہو اکا موجدہ کر کہا کر گو بختا
 اور اس صماخ کے راہ سے کان کے اندر غشا و طبلی پڑ کر کہا تا وسط کا کان ایک ہو
 کی صورت کا ہی عظم حجرے میں اسپر شا و باریک ٹرا ہوا سے اندھے کے شکل بر باہر کے
 کان کے سمت پر اور اس طبل میں تین باریک ہاڑ ہیں رکابی مطرفی سنداتی اور
 غشا مذکور کے تانے اور ڈھیل کر نیکے واسطے اللہ تعالیٰ نے عضلات بنایا ہی
 اور ان ہاڑوں کے حرکت دینے کے بھی عضلات ہیں اور کان کے اندر گئے اور شاخ
 زینور خانے ہیں اواز کو بخنے کے واسطے سوا کو اذن داخلی کہتے ہیں اور ایک نالا
 ہی ماہ نو کے شکل کا اور ایک تین کونے والا کڈا اور دمان ایک نانی کی شکل کا
 بستخوانی عضو ہی جس میں پانی بہا ہوا ہی اور ایک استخوانی عضو کو نگی کی شکل کی
 اور اعضا سمع اس طرح ہیں ایک آدیوری جبکہ دو شاخ ایک دستیبوی زو

دوسرا کاکلبر زرد اور کاکلبر زرد کے بہت سے پھاتے کان میں پھلتے ہیں

اور شریان و رید بھی کان کی میں جنکے بیان کی یہاں حاجت نہیں

اس بیان سے ظاہر ہوا کہ موج ہوا ہی وغیرہ سے غشا، طبل لہکتا اور اور پانی کے

پہچے کا لہراتا اسکے سبب سے باریک ہار عضلوں کے معرفت سے حرکت پاتی اور کان

کی عصب کو ٹکرتی اسطرح سمع حاصل ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا ہو گا کہ گنتھا یا گاس

وغیرہ کو لرزانی سے بھی ہوا وغیرہ موج پا کر کان میں پھنچتے اور آواز دیتے اور

ویسے لرزے اور گونجنے سے پہا رنجل کنبذ وغیرہ کے الٹی صدا کان تک آتے

سو ویسے لرزے ہار سے چیزوں کے اور کان کے درمیان جسم لطیف موج

پانیکے لایق موجود نہ ہو تو اسکے آواز کے خبر کان کو ہرگز نہ ہوگی یعنی اگر گنتھا

بجاویں اور ہوا نہ ہو تو کان کو اسکی آواز نہیں پھنچگی جیسا ہوا خامی کر نیکی

اور اسی ہوا خالی کر کے شیشے کے اندر کا شیشی ہلاویں تو آواز نہیں آتی

کیونکہ اس شیشے کے اندر کی ہوا خالی ہو گئی ہی لیکن شیشے کے باہر ہوا ہو نیکی

سبب سے اگر شیشے کو ٹکریوں تو آواز صاف سنی جاتی ہے

جانا چاہئے کہ ہر شے کو خواہ جسم لطیف ہو خواہ جکشیف اسکو ایک بوج ہی جو ہو گا کہ
 سطح زمیں کے ماس ہی ثقیل تر ہی اوپر کی ہوا کا دباؤ اور بوج نیچے کی ہوا پر زیادہ
 رہنے کے سبب سے اور چون جون لمبندی پر چڑھتے جاوین تون تون ہوا پر کا دباؤ
 کم ہوتا جاتا ہی تو ہوا لطیف تر ہوتی ہی جیسا تین میل کے لمبندی پر ہوا کا ثقل
 آدھا تولد ہو تو مثلاً چھ میل کی لمبندی پر پاؤ تولد اور نو میل کی لمبندی پر ثمن تولد اور
 پندرہ میل ریسواں جسد تولد کا ہو گا اور ثقل میں اجزاء ہوائی زیادہ ہونے کے
 سبب سے موج بھی پورا ہوتی لیکن ہوا لطیف میں اجزاء ہوائی کم ہونے کے
 باعث سے موج کم ہوتی ہی سبب ہی کہ بڑے اونچے پہاڑ پر جو سطح زمیں کے
 نسبت بہت بلند ہی آواز کا زور کم ہو جاتا ہی اگر اونچے پہاڑ پر ایک بندہ
 چھوڑیں تو ایک پھٹانے کی آواز سنی جاتی ہی برخلاف اسکے شدت اور تیزی
 آواز کی ہوا کے ثقل کے سبب سے جو اوپر کے دباؤ سے ہوتی ہی بڑھتی ہی ہوا کے خفیف
 میں آواز جس اعتدال سے سنی جاتی ہی اگر وہی ہی آواز ہوائے ثقیل میں کسی
 جاوے تو بہت شدت سے سنی جاتی جیسا غواصوں کی گھنٹی کی آواز پانی

کے اندر بہت تیز ہوتی ہے پانی کا بوجھ ہوا پر ہونے کے سبب سے اور ایک سبب آواز
 کے خفت اور شدت کا بعد مسافت بھی ہے مثلاً ایک نوایسٹم زمیں کے فاصلے
 سے جس شدت سے کہ آواز سننے جاینگے ہم اسکو درجہ فرض کئے تو دو نوایسٹم کے
 فاصلے سے نصف درجہ یعنی اسکے نصف شدت اور تیزی سے سننے جاینگے اور تین
 نوایسٹم کے فاصلے سے نوان حصہ ایک درجہ کا اور چار نوایسٹم کے فاصلے سے سولوا
 حصہ اسی طرح جب کوئی پہاڑ وغیرہ یا مقابل کی ہو اکا بہنا خلیں کرے تو آواز اسی
 قانون سے پھنچتی ہے اگر مقابل کی ہوا زور سے بہتے رہے تو کینے کے گنتھے کی آواز چند
 گز کے فاصلے سے کم سننی جاتی ہے اگر ہوا پیچھے سے بہتی ہو دے اور کوئی حائل رو برو
 نہ ہو تو اسی درجہ کی صدا دور تک پھنچتی ہی کہتے ہیں کہ دائرہ کے توپون کی شکل
 کی آواز ڈوور میں سننی گئی اسی طرح انگریز اور ٹچ کی دریا سی جنگ کے توپون
 کی آواز جو ۶۷۰۰ یوں ہوا سو شروسن ری میں سننے گئی ان دونو مثالوں میں
 دو سو میل کا تھا ہوا اس صدا کے عقب کے جانب سے بہتی رہنے کے سبب سے
 مقابل کے دور ملکون میں آواز سننے گئی اسی طرح شمالی ہوا جب زور سے

بہت سی زبانیں تو در اس کی توب کی آواز جنوبی دور و دراز واقع ہیں موزیوں میں بعض جنوبی

۵۸ آواز کے لیے لکھا گیا ہے

اسی طرح جنوبی ہوا میں شمالی زریوں میں ان دونوں صورت میں کبھی شمالی کبھی جنوبی ہوا

کے رہنے ہارے اس توب کی آواز سے ڈاکٹر در نام کی تحقیق سے آواز کی خفت اور

شدت کا باعث کہتے ہیں۔

پھلا بارے کا سمت اور تند ہوا کا ہونا سامنے یا پیچھے۔

دوسرا ہوا کا ثقل و لطافت بار امر کے موافق یعنی بلندی یا پستی مقام کی۔

تیسرا ہوا کا اعتدال یعنی حرارت یا برودت کی تبدیل۔

چوتھا ہوا کی نمناکی یا خشکی۔

پانچواں پستی بلندی خود اصلی آواز کے۔

چھٹا سطح کی ہمواری یا ہمواری تجویف تقصیبت خبر سے آواز گذرتی ہی یا جسمین

خالی ۱۱

آواز کے جاتی ہی۔

آواز بہت دور سے سنی جاتی ہی تھندی ہو واجب تذبذب ہوا کے چمکے مقام

نہوں ہو واجب آواز کے ٹکر سے موج میں آتی ہی تو اسکے ثبوتی کی نکر سے اطراف

میں ہی سولہ لڑنے اور کھیلنے کے قابل چیراں بھی لرزے میں آتے ہیں جب سے ایک منہ
 اور مناسب فاصلے پر واقع ہو دین مثلاً جب ایک تار کو ستار کے چھریں تو اس
 سے ہر اکو کر ہو کر ہوا موج میں آتی ہی اسکے موج سے دوسرا تار اسکے بازو کا بھی
 پا کر ہوا کو ایک خفیف سا ہلاتا ہلاتا ہی اس سے بھی ایک آواز خفیف پیدا ہوتی ہے
 اور جب دو شخص سر باہم ملا کر لاپتے ہیں تو ہوا کے موج سے شیش آلات
 لرزنے لگتے بعضے وقت ہر شدت سے لرزتے ہیں جو ترک جاتے اور ٹکرے
 ہو جاتے ہیں اور متفرق اصوات اور آوازوں سے متفرق موجی ہوا میں
 ہوتے ہیں سخت صوت سے بڑا اور بلند موجہ رزم صوت سے چھوٹا اور پست
 اگر مختلف اصوات زمان واحد میں کئے جاویں تو بڑے چھوٹے بلند پست
 ایک بر ایک کان میں کھینچ کر غشاء طبل کو حرکت میں لاتے جس سے جد سے
 آواز اور اصوات سماعت میں آتے ہیں اگر مختلف سازان ایک دم بجا جاویں
 تو بھی تیز کان والا ان موجوں کی مختلف تکر سے ہر ساز کی جدی جدی آواز
 سننے سکتا ہی ان موجوں کی مثال پانچے موجوں کی سے ہی جون چھوٹی بر

لوت ایک پرائیک آتے ہیں تو بھی دسے جدے جدے کنارے پھینچتے اور ایک سوچے
سے دوسرا موجد فنا نہیں ہوتا۔

جان ہرشل ثابت کیا ہے کہ جب اعتدال ہو گا ۶۲ درجہ میں رہے فارن ہیت
کے ہر میٹر سے تو ایک ثانید میں ۱۱۲۵ قدم نک اواز یا صوت پہنچ جاتی ہے ایک
تناسب آت ثانید میں ۹۰۰۰ قدم اور ایک دقیقہ میں ۱۲ میل اور ایک
گنتھے میں ۷۶۵ میل۔

اڑتیس درجے میں جن میں پانی جمنا ہی اگر ہو خوب خشک ہی تو آواز کے پھینچنے کی
جلدی زیادہ ہوتی ہے جیسا ایک ثانید میں ۱۹۰ قدم جو ۶۳ گز سے کچھ زیادہ
ہو نا ہی پہنچ جاتی ہے۔

اگر ہو گا اعتدال ایک درجہ بھی بڑے گتھے تو آواز کے پھینچنے کی سرعت اور بطویں
فرق آتا ہی ایک درجہ میں ایک قدم اور ایک سبب کا فرق جب ہو اکی
گرمی کم ہو دے اور ہو اکی تھپ تر ہو دے تو آواز کی پھینچنے کی سرعت زیادہ ہوتی
ہے آواز کے گونجنے سے بعد شیا کا جیسا پہاڑ کنبہ محل مسجد وغیرہ کی دوری

ہم معلوم کر لے سکتے ہیں اس طرح سے کہ آواز گئے بعد التی صدان گونجنے چیزوں سے کتنے ثانیہ میں پہراتی ہی سو دیکھ کرنی ثانیہ ۱۱۲۵ قدم مقرر کر لے سکتے ہیں اس طرح توب کی جھٹ دیکھے بعد اسکی آواز کتنے ثانیہ میں ہکو سنی آتی ہے سو اس حساب سے اس توب کی مسافت دریافت کر لے سکتے ہیں۔

اقاب نکلے بعد کتنے ایک دیر تک نور میں رہ نہیں پڑتا اور سایہ بھی دستا نہیں اگرچہ مطلع صاف رہے پھر کتنے دیر کے بعد نور پڑتا ہی اسکا سبب یہی کہ اقباب اتنے بعد پری جو اس سے نور میں تک آنے تو منت کا عرصہ لگتا ہی اور نور ایک ثانیہ میں ۱۹۲۰۰۰ کا عرصہ طے کرتا ہی اسی قاعدے موافق بہت دور کے ثواب کا بھی نور میں پڑتا ہی۔

بیان ذیل سے نور اور آواز کی پھینچنے کی سرعت ظاہر ہوتی ہے۔

گرج کی آواز سننے جانے کے پیشتر بار ثانیہ کے چمکاہٹ کی روشناسی دستہ ہی۔

اربعون سببے جب ثانیہ میں ۹۰۰۰ قدم پر آواز پھینچتے ہو تو ۱۲ ثانیہ میں کتنے

قدم پر پھینچینگے ۱۳۵۰۰ جو معادل ہی ۲۵۰۰ گز کا کسی ایک جہاز سے توب

جلی اور اسکی چمک نظر آئی بعد ۳۳ ثانیہ کے آواز سننے لگی ہمارے سے کہتے
بعد پر وہ جہاز ہوگا۔

اربعہ متناسبہ سے ۸ ثانیہ ۹۰۰۰ قدم ۳۳ ثانیہ کہتے قدم ۳۷۱۲۵ معادل
۱۲۳۷۵ گز کے۔

اور ہر ایک قسم کے جسم لطیف میں آواز کیساں نہیں پیدا ہوتی اور کیساں
نہیں بھینچتی ہی جیسا بہت سے بخارات مرکبہ میں جنہیں آواز کی تکر سے توج بہت
مشکل سے پیدا ہوتا ہی اسے سطح اگر میڈروجن بخار میں ایک گنتھا ہلاوین تو کچھ
آواز محسوس نہیں ہوتی گویا خلا محض میں وہ گنتھا بجایا گیا ہی جیسا ہوا خالی
کو نیکیے آدے ہوا خالی کر کر اس میں گنتھا ہلائے تو آواز نہیں سنی جاتی۔

اسبات کو ڈاکٹر پستل اور سر جان لیرنے ثابت کئے ہیں۔

جب میڈروجن بخار سے اندر دم لیا جاوے تو اس دم لئے ہوئی آدمی کی آواز
عجب طرح سے تبدیل باقی اور لست اور ضعیف ہو جاتی اور بتدریج کھلتی ہی
اسے سطح جب ہوا بہت متخلخل یعنی بید لطیف ہو جاوے تو یہی حالت پائی

جاتی ہی آواز اجسام لطیف میں مختلف طرح سے گذرتی ہی کہیں سر پہ کہیں
 بطنی پانہیں ڈوبی ہوئی شخص کو ہوا میں کئے جاتے سوا صوت سننے جاتے ہیں بغیر
 فرق کے آوازوں میں لیکن جب پانی کو ہلا دیں اور موج مناسب میں لادیں
 تو دو رنگ آواز پہنچ سکتی ہی مابانی۔

یستر کو آواز نے جنوا کے تالاب کے اطراف و جوانب میں ایک کنٹھے کی آواز
 سنی ہی جو اس تالاب میں پانی کے اندر ہلا گیا تھا اور اس تالاب کا کنارہ
 نو میں کا ہی۔

اور آواز ایک ثانیہ میں ۷۰۰ قدم طے کیا ہی اس پانی میں۔

اگر دیوار حایل موسامع اور مکمل یا صوت کے تو بھی آواز سنی جاتی ہی کچھ کم
 کیونکہ موج ہوا کا کان تک پہنچتا ہی لیکن بہت نرم ایک سخت چیز چھپ چھپ حایل ہونے
 کے سبب سے لیکن جب پانی میں ایسی چیز حایل ہو کان اور صوت کے درمیان
 تو کچھ نہیں سنا جاتا موج ہوا اس حایل چیز کے سبب سے ایسا ضعیف ہی جو پانی میں
 موج لانے کی طاقت نہیں رکھتا ہی۔

جب ہوا میں مختلف بخارات اور اذخۃ مخلوط رہیں تو آواز اور اصوات طبعی اور حقیقی طور پر کاٹنگ نہیں بھنچکتے ہیں کیونکہ بعضے بخارات سریع التوج اور بعضے بطی التوج ہونے کے سبب سے آواز اور اصوات کی تکر سے مختلف موج انہیں حادث ہونگے اور وہ موج آپس میں ٹکرانے سے بعضے جلد اور بعضے دیر کا ٹنگ بھنچنے لگیں اور ایک صوت کرے ہو کر سننے آئیگا

جب ایک شیشے میں کاربونیٹ اسد بھرن اور اس شیشے کو تکر ماریں تو تیز آواز نکلنے کے عوض بھاری اور ٹوا صوت نکلتا ہے کیونکہ دو جسم لطیف ہوا اور اسد مختلف ثقل طبعی رکھتے ہیں موائے موج بھی مختلف رنگیے ایکے باعث سے صوت ایسا اختلاف واقع ہوا ہے ایسا ہی حال پایا جاتا ہے شیشے پانی سے بھرا ہے

میسٹر ہمبولڈ کا اظہار یہ ہے کہ رات کو آواز زیادہ سنی جاتی ہے دن کے نسبت کیونکہ رات کو ہوا صاف اور ایک اعتدال پر رہتی ہے لیکن دن کو کہیں لطیف اور کثیف اور کہیں بہت گرم اور کہیں تھنڈی رہتی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ رات کو مختلف آوازوں کے موقوف رہنے سے بھی رات کا صوت زیادہ تر سنا میں آتا ہے

بی شاک حکیم نے لوہے کی ایک بہت لابی نلی کے آخین ایک کانٹھی باندھی

اور اسکو ہلانے سے اس آہنی نلے کے دوسرے جانب پر ہی سو شخص کے سماعت

میں دو آواز آئی ایک آواز اس کانٹھی کے بجنے سے اس نلی کی اندر کی ہوا موج

کھانے اور لہرانے سے اور دوسرے خود اس لوہے کی نلے کے تہرانے سے

جب شکاری بندوق کچھ ایک دوری پر سر ہوتی ہی تو بھی دوہری آواز

سنی جاتی ہی ایک صدا ہوا کے موج سے دوسرے بندوق کے دہوانے کے سیکڑے

پر جب ابرغلیظ رہی یا صوت کے مقابلہ پر پہاڑ سے کوئی شے جاہل تو بھی موجود ہو

جو صوت کی کر سے پیدا ہوتا ہی ہوا اس سے ٹکراتا ہی اور اسکے کو بجنے سے پہر موجود ہوتا

پیدا ہوتا سولوت کر آواز دینے مارے اور سننے ماروں کے کان تک پہر آتا ہی سب سے

ار کے دونوں میں یا پہاڑ وغیرہ کے مقابلہ میں ایک توب وغیرہ کے آواز دوہری

سنی جاتی جب ایک گولا کسی جسم سطح پر زور سے لگتا ہی تو پہر وہاں

سے اچھل کر آتا ہی اس گولے کے لگنے اور اٹھنے کے زاویہ دو نو باہم مساوی رہتے

میں سب طرح نور اور شعاع اور گرمی کے زاویہ بھی ہوا اسی قاعدے موافق آواز

کی تکر جب کس جسم سطح پر لگتی ہے تو پہر وہاں سے ویسے ہی زاویہ سے الٹی
 ہی جیسے زاویہ پر اس جسم سطح تکر کھاٹی تھی اور اس کے تکر کھانے اور الٹی
 کے زاویہ دونوں باہم مساوی رہتے ہیں جب صد ایک جسم سطح سے الٹی
 اور کان تک پھنچتی ہے تو اسے مسافت سے تو ایک گونج سے مسموع ہوتی
 اور جب سامع اس جسم سطح سے تھوڑے دور کھڑے رہ کر کوئی لفظ بولے
 ایک بار یا کئی بار تو بعینہ وہی صد الٹی آتی ہے اور وہی لفظ سنا جاتا اگر
 وہ جسم سطح بہت دور ہے تو بہت سے بار کروہی الٹی صد اسنی جاتی
 اگر ایک تندرخت خشک کار دور ہے تو بھی اس سے اس طرح کی صد بہت
 سے بار سننے جاتی ہے۔

جب ویسے دو جسم سطح متوازی کے درمیان جو مناسب فاصلے پر ہوں آواز
 کئی جاوے تو صد اکی تکر بہت سے بار سننے جاتی ہے۔

اور جب کمر یاں کے گنتھے بجکر آخر ہوتے ہیں تو نزدیک ہی سو شخص کے کان میں
 دیکر گونج بار بار آتی ہے ہوا کے موج در موج لہراتے کان میں پھیننے کے

سبب سے تیر ہی اور محراب و مقعر سطحوں سے آواز کا التناؤ اور حرارت کے انعکاس کے طور پر ہی دیے سطحوں کے اندر یا بہت زیادہ ہی مشخص کوالتی صدا سنی نہیں آتی چو طرف کا موجہ ہوائی باہم تصادم کرنے کے سبب سے مگر دور والے کو ابھی طرح سموع ہوتی ہے۔

جب آواز کی تکرزم ڈھیلے ڈھیلے زنجبم پر ہو تو آواز کی تیزی اور سختی میں فرق آجاتا اور التی صدا نہیں آتی ہے

اوپنچے اور بڑے محل گج اور مہرہ کئے ہوئے اوپنچے دیواروں کے گھروں میں جس سختی اور تیزی سے آواز اور صدا کان میں پڑتی ہے سو اگر وہی آواز اور صدا ایک گھر میں جسکے اندر سب دیوار و درزیر و بالا دیوار گیر یون اور کپڑے کے فرش اور چاندینوں اور پردوں سے گھیرے گئے اور مٹے گئے ہو دیں تو کم زرم اور کم ہوجاتی

ہی ہوائی موجوں کی لہر زرم چیز کے لگنے بہت سے خفیف ہونے کے سبب سے

جب تار پر تار تیر ٹا کھینچے جاوے جیسے سارنگی پر اسکی کہاں کو کھینچتے ہیں یا ستار وغیرہ کی تنی ہوئی تار کو سرائکت سے جھیریں تو قانون ذیل موافق لرزتا اور

جو تار ان ایکھی قطر کے ہوں اور تناوت میں برابر تو زمان مفروض میں انکار زنا
 انکی طول کے نسبت سے ہوگا مثلاً اگر ایک تار آب کے طول کا ایک ثانیہ میں تین بار
 دو بار لرزتا ہو تو اگر اس تار کو نصف کریں تو ایک ثانیہ میں چوست بار لرز
 اگر اسکو ملت کریں تو نو دو پر چھے بار اس مفروض زمانی میں اس طرح قطر کے نسبت
 سے ہی تاروں کے لرزنے کا عدد زمان مفروض میں بڑھنا گھٹنا ہی مثلاً جو تار
 کہ ہم قطر اور ایکھی تناوت سے تینوں زمان مفروض میں جتنے بار لرزینگے سو اگر
 انکا قطر کم کیا جاوے تو اس سے زیادہ لرزینگے جب ایک تار کا قطر تین ہی سو
 ایک ثانیہ میں تیس پر دو بار لرزتا ہی اگر اسکا قطر دو ہووے تو سات پر چار بار لرز
 اگر قطر ایک ہو تو نو دو پر چھے بار اسی زمان میں

اور تار ان جو ایک قطر اور ایک طول والے ہوں اور ایکھی تناوت پر تینوں
 انکار زنا مناسب رہیگا جب اگر ایک درجے کے قوت کی تناوت نے تے
 ہوں تو جتنے بار لرزینگے سو اگر دو درجے کی قوت کے تناوت سے تینوں

توجاوتے اسپرچ -

حکیم پیشات کے حساب اور تحقیق سے ایک زمان مفروض میں آواز کے سفر

موجی جو پیدا ہوتے ہیں سو کتنے دور تک پہنچتے ہیں سو اس جدول میں ہیں،

سوجہ آواز کا ایک ثانیہ میں پنچنادا من کا موجبہ کے اتنے قدم

۱۰۲۴ - - - - - ۱

۱۲ - - - - - ۲

۲۵۶ - - - - - ۴

۳۲ - - - - - ۳۲

۱۶ - - - - - ۶۴

۸ - - - - - ۱۲۸

۴ - - - - - ۲۵۶

۲ - - - - - ۵۱۲

۱ - - - - - ۱۰۲۴

۹ - - - - - ۲۰۴۸

۳ - - - - - ۴۰۹۶

۱ - - - - - ۸۱۹۲

الفوزہ نپکھون کے

آواز کے موافق جنکے

دونوں طرف کیلئے

آدمی کے کان کو سننے

آئے سو آواز

فائدہ صوت اور آواز کا

اللہ تعالیٰ جو حکیم مطلق ہی سوا کثر حیوانات کو سماعت کی قوت دیا ہی تاسمع کے وسیلے سے مرغوب کے طرف جاوین اور مضر سے بھاگین جیسا حیوانات کے بچے ما کے آواز سنتے ہیں تو اسکے طرف دورے جاتے ہیں اور باگ اور بہترے کے آواز سے بھاگ جاتے اور انسان جو تحت خلافت کو زینت دیا سو اپنے منصب کے تقاضے سے ہر ایک کی داد فریاد اور عرض معروض سننے کی ضرورت رکھتا ہی اور خود اپنی حوائج اور مطالبات غیر کو سنانے کے سوا ہر معاملے اور داد و ستد فیصلے اور فتوے جنک صلح خوشی اور غمی میں سماعت کی بہت احتیاج رکھتا ہی اور اصوات سے انکے فاعل کی ہستی کی دلیل معلوم کر سکا اور بہت سے اصوات اور آواز سے مطالب عمدہ پانا اور اسکے اختلافات سے جد سے جد سے مرضان کے ہونے پر دلس قائم کرتا جیسا استہسکوپٹ ایک آدھی حکما نام راقم کے والد ماجد حضرت خان عالم خان بہادر تھو جب تک نے مسامع النیاضین رکھے ہیں سو اس آواز کو طیب بیمار کی جھاتی وغیر

رکھ کر آپ کان لگا کر سنتا اور عضو ماوت کے شربانی وغیرہ آواز کے
 وسیلے سے جھاتی اور دل وغیرہ کے مختلف مرضان اوز بچے کی حیات اور
 وجود کی ویل ما کے پیت میں بچے کی شربانی حرکت کئے کر اور اسکے دل کی
 خفتان سے دور کر سکتا ہے اور اسپرچ طبیب اپنے ہاتھ سے بیمار کی چھاتی
 وغیرہ کو تھوکر صوت کے اختلاف سے مرض معین پا سکتا ہے اور جو مطاب کہ
 کلام سے پورا ادا نہیں کر سکتا ہے سو اپنی مافی الضمیر راک اور باجون میں بھجھتی
 فی الحقیقت راک ایک سخن معنوی ہی جیسا غمی اور خوشی وصل و بجر راحت
 و مصیبت راک کے وسیلے سے اس طرح ادا ہو سکتے ہیں کہ سنے ہاروں پر وہی
 ہی کچھ تاثیر کر دکھائی اسپرچ شعر جو بحر حلال ہے اور عادت نفس کی ایسی ہی
 کہ اپنے غم اور خوشی رنج و راحت کا شریک غیر کو بنایا چاہتا ہے اور اپنی
 مصیبت و فراغت میں غیر سے مدد لیتا بہت سے حیوانات جو فی الجملہ
 کچھ شعور رکھتے ہیں سو اپنی مصیبت میں انسان سے مدد چاہتے اور اپنی ظالم
 کے زیادہ کرتے جیسا کہ گوا جب پیاسا ہوتا ہے تو انسان کے اطراف پہر پہر کر

مانوس حیوانات کے بچے جب مرتے ہیں یا اپنی اور کچھ آفت ہوتی ہی تو اپنے بچے
 انس رکھتا ہی سو آدمی سے دکھ بچارتے اور کتابلی وغیرہ جو خوش ہوتے ہیں تو دم
 پٹا ہڈا کر اور دوڑ دھوپ کر اور کچھ آواز ان نکال نکال کر اپنے خاوند سے خوشی ظاہر
 کرتے ایسا ہی انسان بھی اپنا عرض حال اور دیوالیوی فریاد و استغاثہ وغیرہ جو
 میں اعانت و امداد غیر سے کرتا اور اسکی سستامد اور غمخواری کرنا سکتا دیکھا
 بہ بات تو کلمہ و کلام لفظ و محاورے اور صاف بولے اور بھانکے سے حاصل ہوتی ہے
 اور جو مضامین و مافی الضمیر نازک اور بیان حال اس صاف بولی میں بول نہیں سکتا ہی
 سو شعر کی زبان میں کہتا ہی اور جو مطالب و ماجری اور حال واقع نفس کے ان
 دو نواح سے تکلم میں نہیں آتے ہیں تو راک و سکر بیان کرتا عرض وہ حکیم
 انکے ہر طرح کی بولی اور ادائے مافی الضمیر ایک سے دوسرا سننے کے واسطے
 کان اور اسکے اعضاء درونی و بیرونی بنا کر سماعت کی قوت اور درک کی
 بخش اور باہر ہوا کو اس لطافت سے بنایا کہ ایسی ایسی بولی اور اصوات سے
 ہوا متاثر ہو کر موج در موج ہمارے کانوں میں بھنچ کر ہمارے سماعت میں صوت

وآواز پچھاوے جیکے وسیلے ہم مطلب تک راہ پاویں فسبحان اللہ احسن

المخالقین و آخر دعوانا ان الصلوة علی المرسلین

والحمد لله رب العالمین

تقریر مستقیم جبکہ بہادر کی بیان میں جزو لائتجری کے

۱۹۵۲ء
عربی

۱۲۷۰
دسویں تاریخ کو جمادی اولیٰ ہجری مطابق گیارہویں فروری

حاصل مصلیٰ

جانا چاہئے کہ اجسام عالم طبیعت کے تین قسم پر ہوتے ہیں نجاری۔ سیال
اور منجمد۔ ہر ایک جسم ان تینوں جسموں سے ایسے ذرات سے بنا ہوا ہوتا ہے
ہوتے ہوئے ایسے درجے کو پہنچتے ہیں کہ ہمارے قدرت و قوت سے پھر انکا تقسیم
کرنا باہر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہمارے مات بال فعل السالہ نہیں جو انکو تقسیم کر سکیں
لیکن بیان حکما کو اختلاف ہی۔ بعض کہتے ہیں کہ جزا ایسے درجے کو پہنچتا ہے کہ پھر
اسکی تقسیم کسی طرح سے ممکن نہیں۔ او نہیں کے مذہب سے اسکا نام جزو لائتجری
ٹھہرا ہے۔ جسکو یونانی میں آتم کہتے ہیں۔ یعنی غیر منقسم۔ انکی دلیل انکے دعوے
پر یہی ہے۔ مثلاً اس شے یعنی تری انگرا اسپیس کا سر یا اس مخروط
یعنی پر سوم کا سر۔ جو منہتی ہوا ہی ایک نقطے پر جو جزو لائتجری ہی۔ پھر اسی

مثلاً یا محض ط کو کر ڈرون طولاً حصے کریں تو یہی وہی نقطہ ہر ایک جز کے
 سر پر اس تقسیم کے قائم ہونا چلا جاتا ہے بغیر تقسیم پانے کے۔
 بعض جگہ سے یونان اور فرنگستان جو ویسے لانتہا تقسیم پانے کے
 لاین جز کے قابل نہیں ہیں سوا اپنے تحقیقوں کے رو سے یوں بیان کرتے ہیں
 کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جس کا کسر نہ ہو سکے۔ یعنی کسی شے کو کٹا ہی کوٹو یا پیسو
 اور بار بار کٹا کر دیکھیں یہ ممکن نہیں کہ پہر اس کو کٹے یا پیسے ہوئے چیز کے ریزون
 کے ٹکرے نہ ہو سکیں اگرچہ بہ بات صاف ظاہر ہے کہ ایک چیز کو ہم ایسا باریک کر سکتے
 ہیں کہ پہر جینے نہ کرے ہونا انسان کی طاقت سے باہر نظر آتا ہے۔ کیونکہ وہ
 ہمارے ہات اور نظر کی قدرت سے باہر ہو گیا ہے۔ سو جب ویسے جز کو ہم
 خرد ہیں یعنی میکرس کوپ یا ہیٹ نما آئیٹھ سے دیکھیں تو وہ با جز غیر مرئی جو
 نظر نہیں آتا ہی اتنا بڑا دستا ہی جسکی تقسیم نظر سے باسان ہو سکتی ہے۔
 اور جب کہ کوئی چیز ایسی باریک ہو جاتی ہے کہ ہم اسکو خرد بین کے ذریعے سے
 بھی منقسم نہیں کر سکتے ہیں تو قطعاً دن پر بہ بات خوب روشن ہوگی کہ

ویسے جو کئے فکر عقلائے جا سکتے ہیں جیسا ایک چیز نہایت درجے میں
 باریک سے باریک ہووے۔ گو ہمارے طاقت سے بہت باہر رہے کہ انکو
 ہم اور تقسیم کریں۔ لیکن ہم یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ایک شے اگرچہ کتنی بھی
 باریک ہو تو بھی ضروری کہ اسکا آدھا یا پاؤ ہوگا۔ کیونکہ ہر ایک جسم طبیعی
 ایسے اجزائے باریک سے بنا ہی جو دوسرے حکما کے مذہب سے قابل
 تقسیم کے نہیں۔ لیکن وہی اجزا ایک دوسرے پر آنے کے سبب سے ہر ایک
 جزا وہیں کا منقسم ہو گیا ہے۔ کیونکہ کوئی کسی کے نصف یا ثلث یا ربع وغیرہ
 پر آیا ہوگا۔ اس وجہ سے صاف ثابت ہوا کہ کوئی چیز ایسی نہیں کہ جسکا آدھا
 یا پاؤ نہ ہو سکے۔ چنانچہ اسی باب میں حکما نے مذکور بہت سے مثالیں لکھے ہیں جن سے
 عجب کچھ صنعت الہی ظاہر ہوتی ہے کہتے ہیں کہ ایک چیز کتنی نہایت باریک
 ذروں میں تقسیم پاسکتی ہے۔ اور جب اتنے ذروں میں تقسیم ہو جاوے تو بہت
 آسانی خیال میں آسکتی ہے کہ ہر چیز لامتناہی ذروں میں منقسم ہوگی۔ اور کہی اس
 کو پھینگی کہ اسکا ذرہ قوت بشری سے پہر قابل تقسیم نہ رہے۔

مثال اول — خاہر مود۔ کہ سب قسم کے فلزاتونہیں علی الخصوص

چاندی اور سونے میں ایسی خاصیت پائے گئی ہے کہ وہ لانا ہتھ اذرون میں تقسیم ہو سکتے ہیں۔ مثلاً چھ ہزار قدم کے روپے کے تار پر ایک گرین سونے

تالیع چڑھائی۔ اسی طور سے ایک قدم پر چھ ہزار دان حصہ اور ایک انچن رستہ تر پد ہزار دان حصہ اسکا ہوتا ہے۔ جانا چاہئے کہ ایک گرین

ایک دانہ جو کے برابر ہے۔ اور تین گرین کی ایک رتی ہوتی ہے۔

اور ایک گرین سونے میں از رو شمار کے ۶ ۳ تین ارب

ساتھ کر ڈر ریزے ہوتے ہیں۔ غور کیا چاہئے کہ ایک گرین سونا جسکی حقیقت

ہوتی ہے کتنے ذر ذین تقسیم پایا باوجودیکہ اتنے باریک حد کو پہنچا پیریم

ہی۔ لیکن طاقت بشری سے باہر۔

مثال دویم — یہی کہ رنگ غیر معین ذر ذین تقسیم ہو سکتا ہے

مثلاً ایک گرین کاربائن کا جو ایک قسم کا رنگ ہوتا ہے او سکوپا نیر پانی

میں ملا دین تو وہ پانی خوب رنگ دار ہو جاتا ہے۔ فرض کیجئے کہ پانی کے

چھ لاکھ ستر ہزار قطرے ہونگے اور ایک ایک قطرے میں سو سو ذرے
 کاربائن کے ہوں تو اس سے بہر معلوم ہوتا ہے کہ ایک گریں کاربائن چھ
 کروڑ بیس لاکھ ذرے ہوں۔ اس صورت میں دیکھا جائے کہ کتنے ذروں
 میں ذمہ مذکور تقسیم پایا اگرچہ وہ ذرات اتنے باریک حد کو پہنچ چکے ہیں
 بھی قابل تقسیم ہیں۔ میں بیان کرتا ہوں کہ اوزم جو مرکب ہے اسکا جزو ذرے
 ہوگا پھر ترکیب میں جزو ذرات تجزی کہاں باقی رہا۔ کیونکہ جب ترکیب کیلے تو اس
 وہی جزو ذرات تجزی کے کئی اجزا حاصل ہو سکتے ہیں۔

مثال سوم — یو صا دب کے تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ایک تار
 جو کپڑی تیار کرتی ہے اگر ہم اسکو ذروں کے ذریعے سے دیکھیں تو معلوم ہوگا
 کہ وہ ایک تار اور ویسے چھ ہزار تاروں جیسا مشتمل ہے دیکھا جائے کہ اس میں
 فقط قدرت خالق کی نظر آتی ہے اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بس ایک ایسا
 باریک تار کپڑی کا اتنے تاروں میں تقسیم ہو جاوے تو خیال میں یہ آسکتا ہے
 کہ ہر ایک تار لاتہا اجزا میں تقسیم پائیگا طولا بحجا یعنی لٹائی اور موٹائی میں

جبکہ وہ ہر ایک تار بہت باریک ذرّوں سے بنا ہی اور ہر ایک ذرّہ اسکا
 موجود طبعی جب موجود طبعی ہونو اسکو جسم لازم آیا جب جسم ہوا تو جسم
 پذیر ہوا کہ جسم مرکب کے ذرّے مرکب ہونیکے سبب سے اور مفرد یعنی بسیط کے
 ایک رابک واقع ہونے سے۔

مثال چہارم۔ عقلا کے تحقیقات سے ثابت ہوا ہی کہ خون جو ہمارے
 بدن میں ہے اور ہر ایک قدرتی سرخ چیز ایک جسم کی سی معلوم ہوتی
 ہے۔ اس کے سرخی کا باعث کچھ اور ہی ہے یعنی اس میں دو چیزیں ہیں ایک
 شے صاف سیاں جسکو انگریزی میں سیرم کہتے ہیں اور دوسرے چیز
 سرخ ذرّے جو اس سیرم میں ملے ہوئے ہیں وہ اتنے اتنے چھوٹے چھوٹے
 ذرّے ہیں کہ اس سیرم میں ملنے کے مثال ایک سرخ چیز کے دکھائی دیتے ہیں
 اور ان ذرّوں کے ریزے جسکو گلوبولیر کہتے ہیں جو دین ہزار حصے ایک انچ
 کے برابر بھی اسکا قطر نہیں اور ایک قطرہ خون میں دس ذرّے دس ہزار
 ہوتے ہیں مگر میکروسکوپ سے اس گلوبولیر کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ ہر ایک

وزہ اونہین کا مخروط منشاری شکل کا ہے۔ جسکے چار سطح مثلث ہیں تین جانب
میں تین اور قاعدے میں ایک پھر سطح اور کاغذ منقش ہو گا غیر انتہا۔

مثال پنجم۔ زیادہ تعجبی کی مثال یہی جسکو امرن برک صاحب نے دریا

کی ہے کہ ایک قسم کے جانور ہوتے ہیں اور قسم کے جانور کو ہم بغیر خوردہ میں کے
نہیں دیکھ سکتے کیونکہ وہ جانور ایسے چھوٹے ہوتے ہیں کہ اگر ہم ویسے ہزاروں

جانور کو جمع کریں تو بھی ایک دانہ ریتی کے برابر نہیں نظر آتے۔ مجموعہ ویسے ہزاروں

جانوروں کا ایک وقت واحد میں ایک سوئی کے ناکھے سے نکل جا سکتا ہے۔

امرّن برک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ اونہین جانوروں ایک طور کے ملتین یعنی

پہتر کے تختیان تیار ہوتے ہیں۔ اور ایک کعبہ ایچ کی تختی دو سو بیس گرین

کی وزن کی ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک گرین میں اتھارہ کروڑ سو لاکھ

ویسے جانور ہوں گے۔ جب ایسا ہو تو اس سے صاف معلوم ہوا کہ ہر ایک جانور

کو اعضا لازم ہیں تو ویسے جانوروں کے اعضا کتنے باریک ہوں گے اور ان

اعضا کے رگ و ریشے اور ان رگ و ریشوں کے ذرات کس بجہ اور غیر انتہا

درجن کو پہنچے ہوں گے۔

مثال ششم۔ ایک اور مثال اس بات کی یہ ہے کہ اگر ایک کاغذ کو مشک

سے مسطر کریں اور اس پر کچھ مضمون لکھ کر کسی دور و دراز ملک کو بھیجیں اور پھر

وہی خط وہاں سے آگے آئے تو سپر بھی ہم اسکو پھر واپس دہین روانہ کریں تو

پھر اسکی خوشبو نہیں جائیگی۔ بس یہ بھی ایک مثال اسکی ہے کہ دیکھا چاہئے

کہ وہ شکت کی خوشبو کتنے چھوٹے چھوٹے ذروں میں تقسیم پائی ہوگی باوجود

اسکے مسفر دور و دراز کے جو ہر لحظے ذرے اسکے خوشبو کے اڑ رہے ہوں گے تو بھی

سے خوشبو نہ لگی۔ اس طرح سے اور ایک مثال بنایا جاتی ہے کہ اگر ایک مکان

میں لادنے ڈر کو جو ایک قسم کا عطر انگریزی تو ماہی ایک چمچ میں بہر کرتیز آگ

دہر میں ڈوہ بھار بیکرا اور جاتا اور تمامی مکان کو گھیر لیتا جسکے سبب سے اس مکان

میں بڑی بڑی خوشبو جاری رہتی ہے۔

غور کیا چاہئے کہ کیا کیا صنعت اور خالق ارض و سموات کی ہے جو ایسے ایسے عجیب

وغریب چیزیں اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا اور آفرین اون عاقلوں کے

عقل خردہ میں پر جو ایسے ایسے تحقیقات کیں جن سے علی العموم نفع بھینچا اور ہر ایک
 کو اس خلاق ابر کی صفت کا تماشا صاف معلوم ہونے لگا۔

ارباب مجلس کی خدمات میں اس بے بضاعت علم و ہنر کی گذارش یہ ہے کہ رواج علوم

عقل کا ہمارے قوم میں اگرچہ زمانہ سابق میں کثرت تھا لیکن اب مفقود ہو گیا۔

میں ایک بھی انکا جاننے والا زمانہ علی الخصوص اس آبادی میں۔ مگر اندون ایک

مخض علم و ہنر کی جواج کل منعقد ہوا کرتی ہیں جس میں علوم نادرہ کے مذاکرے اور سائنسے

میں۔ اور جس سے ایک نفع کثیر سامعین کو حاصل ہوتا ہے سوا ایسا مجمع ہوتے ہوئے

عاصی اپنی عمر بہرین کہیں نہ دیکھا ہے۔ مگر حسعی سے میسر عیدنی ورد با لغور

صاحب بہادر کے جنکا خیال ہمیشہ علوم کے رواج طرف مصروف ہی ہے۔

علوم کار و واج دینے کے لئے مقرر پائے جس کے باعث بہت سے نامعلوم ابواب معلوم

ہونے لگے اور کھجواں تک نہ پہنچے تھے سو نوادرات سننے میں آئے۔ یہ عاصی

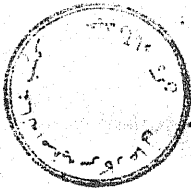
اس مخض کے ایجاد کے ان علوم کے مباحث طرف زیادہ تو عقل نہیں رکھتا تھا لیکن نظر کر

بہادر موصوف کے اصرار کے اور اس مخض کے نواید کے ترغیب کے اپنے حال کو ادھر لایا

در تھوڑے ہندی اور انگریزی کتابوں سے یہ بیان اخذ کر کے اور اسکو بہادر موصوف
 کے نظر اصلاح سے گزار کر اس مجلس میں بیان کیا۔ اب ارباب مجلس سے التماس ہی ہے
 کہ اگر اس بیان میں کچھ بہوشیری پاویں تو معاف رکھینگے۔

مستقیم جبک

رفوم دم حاوی الاول ۱۲۷۰ ہجری یازدم فیبروری ۱۸۵۳ء



۱۱۳۷۱	واخذہ نمبر
۶۷	فن نمبر
	کتاب نمبر